ومفادہ کما قال دانہ یلزمہ نفی الحرقۃ وان لم تکن موضوعۃ ہان یہ بات کہ فلان امر ضرر دیگا کسی کافر یا کسی فاسق یا ناقص طبیب کے بتانے سے ثابت نہیں ہوسکتی یا تو خود اپنا تجربہ ہو کہ نقصان ہوتا ہے یا کوئی صاف علامت ایسی موجود ہو جس سے واقعی ظن غالب نقصان کا ہو یا طبیب حاذق مسلم مستور بتائے جس کا کوئی فسق ظاہر نہ ہو فی الدر المختار ورد المحتار تیمم لمرض یشتد او یمتد بغلبۃ ظن (عن امارۃ او تجربۃ شرح منیۃ) او قول (طبیب) حاذق مسلم (غیر ظاہر الفسق) اھ بالالتقاط اور تیمم غسل ووضو کا ایک ہی سا ہے بلکہ ایک ہی تیمم دونوں کے لیے کافی ہوسکتا ہے خصوصاً جبکہ نیت دونوں کو شامل ہو فی رد المحتار عن الوقایۃ یکفی تیمم واحد عنہما واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص سوتے سے جاگا اور تری کپڑے یا بدن پر پائی یا خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اوسپر نہانا واجب ہوا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

فتوٰی مسمّٰی بہ الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل ۱۳۲۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ہادی الاحلام بانزال الاحکام والصلٰوۃ والسلام علی سید المعصومین عن الاحتلام وآلہ الکرام وصحبہ العظام الٰی یوم یبل فیہ وارد حوضہ ببلل الاکرام آمین

یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے اور ہر شخص کو اوسکی ضرورت اور کتابوں میں اختلاف بکثرت لہٰذا ضرور ہے کہ فقیر بعون القدیر اوسکی ضروری توضیح وتشریح اور مذہب معتمد ومختار کی تنقیح کرے **فاقول** وباللہ التوفیق بیان چھ صورتیں ہیں اول تری کپڑے یا بدن کسی پر نہ دیکھی دوم دیکھی اور یقین ہے کہ یہ منی یا مذی نہیں بلکہ ودی یا بول یا پسینہ یا کچھ اور ہے ان دونوں صورتوں میں مطلقاً اجماعاً غسل اصلا نہیں اگرچہ خواب میں مجامعت اور اوسکی لذت اور انزال تک یاد ہو غنیہ میں ہے تذکر الاحتلام ولم یر بللا لاغسل علیہ اجماعاً در مختار میں ہے لا ان تذکر ولو مع اللذۃ والانزال ولم یر بللا اجماعاً رد المحتار میں ہے لا یجب اتفاقاً فیما اذا علم انہ ودی مطلقاً جامع الرموز میں ہے احترز بقولہ المنی والمذی عن الودی فانہ غیر موجب عندہم وان تذکر الاحتلام کما فی الحقائق سوم ثابت ہو کہ یہ تری منی ہے اسمیں بالاتفاق نہانا واجب ہے اگرچہ خواب وغیرہ اصلا یاد نہ ہو فی رد المحتار یجب الغسل اتفاقاً اذا علم انہ منی مطلقاً اسی طرح عامہ کتب میں اسپر اجماع منقول لکن فی شرح النقایۃ للقہستانی کان الفقیہ ابو جعفر یقول ہذا عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی واما عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی فلا غسل علیہ اذا لم یتذکر الاحتلام کذا فی شرح الطحاوی اھ

اقول لعل وجهه والله تعالى اعلم ان نزول المنی لایوجب الغسل مطلقا بل اذا نزل عن شهوة دفقا فاذا تذکر الاحتلام ثم رأه علم انه نزل عن شهوة واذا لم یتذکر احتمل ان یکون نزل هکذا من دون شهوة فلا یجب الغسل بالشك والجواب ان بالنوم تتوجه الحرارة الی الباطن ولهذا یحصل الانتشار غالبا فالسبب مظنون واحتمال الخلاف اعنی الخروج بلا شهوة نادر فلا یعتبر، شرح نقایہ برجندی میں ہے قد ظهر انه لا خلاف فی رؤیة المنی حیث یجب الغسل اجماعا ونقل فی شرح الطحاوی عن الفقیه ابی جعفر ان رؤیة المنی ایضا علی هذا الاختلاف والمشهور هو الاول اھ اب رہیں تین صورتیں اوس تری کے منی ہونیکا احتمال ہو مذی ہونیکا علم ہو منی نہ ہونا تو معلوم مگر مذی ہونیکا احتمال ہو پس اگر خواب میں احتلام ہونا یاد ہے تو ان تینوں صورتوں میں بھی بالاتفاق نہانا واجب ہے فی رد المحتار یجب اتفاقا اذا علم انه مذی او شك مع تذکر الاحتلام اھ مختصرا اقول وقد تظافرت الکتب علی هذا متونا وشروحا وفتاوی فلا نظر الی ما فی الحلیة عن المصفی عن المختلفات انه اذا تیقن بالاحتلام وتیقن انه مذی فانه لا یجب الغسل عندهم جمیعا ورأیتنی کتبت علی هامش نسختی الحلیة ههنا ما نصه عامة المعتبرات علی نقل الاجماع فی هذه الصورة علی وجوب الغسل وفی بعضها جعلوها خلافیة بین ابی یوسف وصاحبیه اما حکایة الاجماع فیها علی عدم الوجوب فمخالفة لجمیع المعتبرات ولقد کدت ان اقول ان لا وقعت زائدة من قلم الناسخین لولا انی رأیت فی جامع الرموز ما نصه لو تیقن بالمذی لم یجب تذکر الاحتلام ام لا وهذا عندهم علی ما فی المصفی عن المختلفات لکن فی المحیط وغیره انه واجب حینئذ اھ اھ ما کتبت علیه وانا الاٰن ایضا لا استبعد ان الامر کما ظننت من وقوع لا زائدة فی نسخة المصفی او المختلفات ونقله القهستانی بالمعنی ولم یتنبه لما سمعنا والله تعالی اعلم والخلاف الذی اشرت الیه هو ما فی الحصر والمختلف والعون وفتاوی العتابی والفتاوی الظهیریة ان برؤیة المذی لا یجب الغسل عند ابی یوسف تذکر الاحتلام او لم یتذکر کما فی فتح الله المعین للسید ابی السعود الازهری ونقله فی التبیین عن غایة السروجی عن الامام الفقیه ابی جعفر الهندوانی عن الامام الثانی رحمهم الله تعالی وفی ابی السعود عن نوح افندی عن العلامة قاسم ابن قطلوبغا ما نصه قلت فیحتمل ان یکون عن ابی یوسف روایتان اھ وفی الحلیة وجوب الاغتسال فیما اذا تیقن کون البلل مذیا وهو متذکر الاحتلام باجماع اصحابنا علی ما فی کثیر من الکتب المعتبرة وفی المصفی ذکر فی الحصر والمختلف والفتاوی الظهیریة اذا رأی مذیا وتذکر الاحتلام لا غسل علیه عند ابی یوسف فیحتمل ان یکون عن ابی یوسف روایتان اھ مختصرا اقول بل ثلث الاولی لا غسل بلا تذکر وان رأی منیا کما مر عن شرح النقایة عن الامام الاسبیجابی الثانیة لا الا بالمنی وان رأی المذی متذکرا وهی هذه والثالثة یغتسل فی التذکر باحتمال المذی ایضا وفی عدمه بعلم المنی وهی الاظهر الاشهر مرویة الاکثر بل عند رابعة نحو قولهما علی ما فی القهستانی عن العیون وغیرها والله تعالی اعلم اور اگر احتلام یاد نہیں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ان تینوں صورتوں میں اصلا غسل نہیں وهو الاقیس وبه اخذ الامام

الاجل العارف باللہ خلف بن ایوب والامام الفقیہ ابو اللیث السمرقندی کما فی الفتح وغیرہ شکل اخیر یعنی ششم میں طرفین یعنی
حضرت سیدنا امام اعظم وامام محمد رضی اللہ تعالی عنہما بھی امام ابو یوسف کے ساتھ ہیں یعنی جہاں نہ منی کا احتمال نہ مذی کا یقین بلکہ مذی کا احتمال
ہو غسل بالاتفاق واجب نہیں فی رد المحتار لایجب اتفاقا فیما اذا شک فی الاخیرین (یعنی المذی والودی) مع عدم تذکر الاحتلام
اور شکل اول یعنی چہارم میں کہ منی کا احتمال ہو خواہ یوں کہ منی ومذی محتمل ہوں یا منی وودی یا تینوں (اور ودی سے مراد ہر وہ تری کہ منی و
مذی کے سوا ہو) ان سب صورتوں میں دونوں حضرات باتفاق روایات غسل واجب فرماتے ہیں فی رد المحتار یجب عندہما فیما اذا شک
فی الاولین (ای المنی والمذی) او فی الطرفین (ای المنی والودی) او فی الثلثۃ احتیاطا ولا یجب عند ابی یوسف للشک فی وجود
الموجب لیکن جہاں منی کے ساتھ مذی کا احتمال نہ ہو صرف ودی کا شبہہ ہو وجوب مطلق ہے اور جہاں مذی کا بھی شک ہو تو ہمیں ایک
صورت کا استثنا۔ وہ یہ کہ اگر سونے سے کچھ پہلے اسے شہوت تھی ذکر قائم تھا اب جاگ کر تری دیکھی جسکا مذی ہونا محتمل ہے اور احتلام یاد
نہیں تو اسے مذی ہی قرار دینگے غسل واجب نہ کرینگے جبتک اسکے منی ہونیکا ظن غالب نہ ہو اور اگر ایسا نہ تھا یعنی نیند سے پہلے شہوت ہی
نہ تھی یا تھی اور اسے بہت دیر گزر گئی مذی جو اس سے نکلنی تھی نکلکر صاف ہو چکی اسکے بعد سویا اور تری مذکور پائی جسکا منی ومذی ہونا
مشکوک ہے تو بدستور صرف اسی احتمال پر غسل واجب کردینگے منی کے غالب ظن کی ضرورت نہ جانیں گے صور استثنا کہ مذکور ہوئی یاد رکھیے
کہ آئندہ اسپر بحث ہونیوالی ہے انشاء اللہ تعالی اب رہی شکل ثانی یعنی پنجم کہ مذی کا یقین ہو ہمیں طرفین رضی اللہ تعالی عنہما کے بیان مذہب میں علما
کا اختلاف شدید ہے بہت اکابر نے جزم فرمایا کہ اس صورت میں بھی مثل صورت ششم غسل واجب نہ ہونے پر ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کا اتفاق ہے [1]مبسوط
امام شیخ الاسلام بکر خواہر زادہ و[2]محیط امام برہان الدین و[3]مغنی و[4]مصفی للامام النسفی و[5]فتح القدیر نقلا و[6]منیۃ المصلی و[7]شرح نقایہ للعلامۃ البرجندی و[8]جامع الرموز للعلامۃ القہستانی
و[9]حاشیۃ الفاضل عبد الحلیم الرومی علی الدرر والغرر و[10]بحر الرائق و[11]نہر الفائق و[12]در مختار و[13]حواشی الدر للسید الحلبی و[14]السید الطحطاوی و[15]السید الشامی و[16]مسکین علی الکنز
و[17]فتح المعین للسید الازہری و[18]تعلیقات امیر السید علی بن علی بن ابی الخیر الحسینی و[19]رحمانیہ و[20]ہندیہ و[21]طحطاوی علی مراقی الفلاح و[22]منحۃ الخالق سب میں
ہے [23]فتاوی عالمگیریہ میں ہے ان رای بللا الا انہ لم یتذکر الاحتلام فان تیقن انہ مذی لایجب الغسل وان شک انہ منی او مذی قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی
لایجب حتی یتیقن بالاحتلام وقال یجب ہکذا ذکرہ شیخ الاسلام کذا فی المحیط بحر الرائق میں ہے لایجب الغسل اتفاقا فیما اذا تیقن انہ مذی
ولم یتذکر الاحتلام در مختار میں دربارہ عدم تذکر احتلام ہے اذا علم انہ مذی فلا غسل علیہ اتفاقا رد المحتار میں ہے لایجب
اتفاقا فیما اذا علم انہ مذی مع عدم تذکر الاحتلام بعینہ اسی طرح منحۃ الخالق میں ہے حاشیہ طحطاوی میں ہے اذا علم انہ مذی مع عدم
التذکر لایجب الغسل اتفاقا برجندی میں ہے ذکر فی المبسوط والمحیط والمغنی ہہنا تفصیلات وہو انہ اذا استیقظ ورای بللا
ولم یتذکر الاحتلام فان تیقن انہ مذی لایجب الغسل وان تیقن انہ منی یجب وان شک انہ مذی او منی قال ابو یوسف
لایجب وقالا یجب رحمانیہ میں محیط سے ہے استیقظ فوجد علی فراشہ او فخذہ بللا ولم یتذکر الاحتلام فان تیقن انہ منی

يجب الغسل والا لا يجب وان شك انه منى او مذى قال ابو يوسف لا يجب الغسل اھ **اقول** فی قولہ والا لا يجب تدافع ظاھر مع مسألة الشك ولعل الجواب انھا حلت محل الاستثناء ويعكر لزوم ان لا يجب وفاقا اذا شك انه منى او ودى لانه لم يستثن الا الشك فی المنی والمذی الا ان يقال ان المراد بالمذی غير المنی وھو ظاھر البعد والاولی ان يقال ان اصل قوله والا لا يجب وان لا مفصولا والتقدير وان تيقن انه لا منی لا يجب شرح الکنز للعلامة مسکین میں ہے اذا لم يتذكر الاحتلام وتيقن انه مذی فلا غسل عليه ابو السعود میں ہے اما صور ما لا يجب فيها الغسل اتفاقا فاربعة (الی قوله) الثالثة علم انه مذی ولم يتذكر حلبی علی الدرر میں ہے لا غسل عليه ان يتقن انه مذی وكذا لو شك انه مذی او ودی ولم يتذكر الاحتلام فتح القدير میں ہے مستيقظ وجد فی فخذه او ثوبه بللا ولم يتذكر احتلاما وتيقن انه مذی لا يجب اتفاقا لكن التيقن متعذر مع النوم اھ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے لا يجب الغسل اتفاقا فيما اذا تيقن انه مذی ولم يتذكر والمراد باليقين غلبة الظن لان حقيقة اليقين متعذرة مع النوم **اقول** كانه يشير الی الجواب عما اورد المحقق وما كان المحقق ليغفل عن مثل هذا وانما هو لتحقيق انيق سنعود اليه بتوفيق من الله توفيق الامر لسی یہ منیہ میں ہے ان تيقن انه مذی فلا غسل عليه اذا لم يتذكر الاحتلام مصنفی میں ہے ان رای بللا ولم يتذكر الاحتلام ان تيقن انه ودی او مذی لا يجب الغسل وان تيقن انه منی يجب وان شك انه منی او مذی قال ابو يوسف لا يجب حتی يتيقن بالاحتلام وقالا يجب كذا فی المحيط والمغنی ومبسوط شيخ الاسلام وفتاوی قاضی خان والخلاصة حلیہ میں یہ کلام مصنفی نقل کرکے فرمایا ليس فی الفتاوی الخانية ولا الخلاصة ذلك كما ذكره مطلقا وكذا ليس فی محيط رضی الدين واما المغنی ومبسوط شيخ الاسلام فلم اقف عليهما اھ **اقول** اما المبسوط فقد قدمنا نقله عن الهندية عن المحيط عن المبسوط وكذا عن البرجندی عن المبسوط وكذلك عنه عن المغنی والمراد بالمحيط المحيط البرهانی لا الرضوی وقد تقدم النقل عنه عن الهندية وعن البرجندی نعم لم ار هذا فی الخانية بل الواقع فيها خلاف هذا كما سيأتی ان شاء الله تعالی واما الخلاصة فنصها علی ما فی نسختی هكذا ان احتلم ولم ير شيئا لا غسل عليه بالاتفاق وان تذكر الاحتلام ورای بللا ان كان وديا لا يجب الغسل بلا خلاف وان كان مذيا او منيا يجب الغسل بالاجماع ولسنا نوجب الغسل بالمذی لكن المنی يرق بالاطالة المدة فكان مراده ما يكون صورته المذی لا حقيقة المذی الثالث اذا رای البلل علی فراشه ولم يتذكر الاحتلام يجب عليه الغسل وعند ابی يوسف لا غسل عليه اھ وهو فيما اری عار عن ذكر المسألة اصلا **فان قلت** بل فيه خلاف ما فی المصنفی حيث ارسل البلل ارسالا فشمل المذی وقد اوجب فيه الغسل مع عدم التذكر ومثله ما فی الخانية عن مبسوط الامام محرر المذهب محمد بن الحسن رضی الله تعالی عنه حيث قال وفی صلاة الاصل اذا استيقظ وعنده انه لم يحتلم ووجد بللا عليه الغسل فی قول ابی حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالی

ف۱: تطفل علی البحر

ف۲: تطفل علی الحلية

ف۳: تطفل علی مصنفی الامام النسفی

ف۴: تطفل آخر عليه

قلت لاتعجل واورد الکلام موردہ فانہ اما ان یکون المراد بالبلل معلوم الحقیقۃ او غیر معلومہا او اعم لاسبیل الی الاول لان ارسال البلل ارسالا یشمل ما اذا علم انہ منی ولیس مرادا قطعا لان فیہ الغسل بلاخلاف وما اذا علم انہ ودی ولیس مرادا قطعا اذ لاغسل فیہ بالاتفاق ولا الی الثالث لشمولہ الاول فیعود المحذور وان خصص الثانی وکانہ لہذا ابہم محمد وارشد بالابہام اللفظی الی الابہام المعنوی فالمعنی رای بللا لایدری ما ھو فہذہ صورۃ الشک فی انہ منی او غیرہ ولامساس لہا بصورۃ علم المذی ونظیرہ قول مسکین اذا استیقظ فوجد فی احلیلہ بللا الخ فقال ابو السعود وشک فی کونہ منیا او مذیا خانیہ اھ و قول المنیۃ ان استیقظ فوجد فی احلیلہ بللا الخ فقال فی الغنیۃ لایدری امنی ھو ام مذی اھ **اقول** وبہ ظہر الجواب عن ایراد الحلیۃ بقولہ انت علیم بان فی ہذا الاطلاق نظرا فانہ یشمل المنی والمذی ولاشک ان المنی غیر مراد منہ بالاتفاق فلاجرم ان ذکر المصنف انہ لوتیقن انہ منی فعلیہ الغسل اھ ونظائر ہذا کثیر فی کلامہم غیر یسیر اوہام ستون مذہب جماہیر اجلہ عمائد کی تصریح ہے کہ صورت پنجم بھی مثل صورت چہارم ہمارے ائمہ میں مختلف فیہ ہے طرفین غسل واجب فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف کا خلاف ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین وقایہ ونقایہ واصلاح وغرر ونور الایضاح وتنویر الابصار وملتقی الابحر وبدائع واسبیجابی وصدر الشریعۃ وحلیہ وغنیہ وایضاح ودرر ومراقی الفلاح وجوہرہ نیرہ وتبیین الحقائق ومستخلص وشمنی ومجمع الانہر وفتاوی امام اجل نجم الدین نسفی وجواہر الفتاوی للامام الکرمانی وفتاوی سراجیہ وخجندی وبزازیہ وتجنیس ودرمختار ومسلک وظہیریہ وخزانۃ المفتین وارکان اربعہ اور شروح حدیث سے لمعات ومرقاۃ جن کا اسی طرف ہیں اور امام محقق علی الاطلاق نے بحثا وسکالا امام ابو یوسف کی طرف میل کیا جو ان شاء اللہ تعالی آتا ہے وقایہ وشرح میں ہے (و) رؤیۃ المستیقظ المنی او المذی وان لم یحتلم اما فی المنی فظاہر واما فی المذی فلاحتمال کونہ منیا رق بحرارۃ البدن وفیہ خلاف لابی یوسف اصلاح وایضاح میں ہے (و) رؤیۃ المستیقظ المنی او المذی وان لم یتذکر الاحتلام فان ما ظہر فی صورۃ المذی یحتمل ان یکون منیا رق بحرارۃ البدن او باصابۃ الہواء فمتی وجب من وجہ ما فالاحتیاط فی الایجاب وفیہ خلاف لابی یوسف مختصر الوقایہ میں ہے و رؤیۃ المستیقظ المنی او المذی غرر ودرر میں ہے (و) عند رؤیۃ مستیقظ منیا او مذیا وان لم یتذکر حلما) لان الظاہر انہ منی رق بہواء اصابہ متن وشرح علامہ شرنبلالی میں ہے ومنہا (وجود ماء رقیق بعد) الانتباہ من (النوم) ولم یتذکر احتلاما عندہما خلافا لابی یوسف وبقولہ اخذ خلف بن ایوب وابو اللیث لانہ مذی وھو الاقیس ولہما ما روی انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سئل عن الرجل یجد البلل ولم یذکر احتلاما قال یغتسل ولان النوم راحۃ تہیج الشہوۃ وقد یرق المنی لعارض والاحتیاط لازم فی العبادات تنویر الابصار میں ہے و رؤیۃ المستیقظ منیا او مذیا وان لم یتذکر الاحتلام ملتقی ومجمع میں ہے (و) فرض (لرؤیۃ مستیقظ لم یتذکر الاحتلام بللا ولو مذیا) عند الطرفین (خلافا لہ) ای لابی یوسف لہ ان الاصل براءۃ الذمۃ فلایجب الا بیقین وھو القیاس ولہما ان النائم غافل والمنی قد یرق بالہواء فیصیر مثل المذی فیجب علیہ احتیاطا جوہرہ نیرہ میں ہے فی الخجندی

ان کان منیا وجب الغسل بالاتفاق وان کان مذیا وجب عندھما تذکر الاحتلام اولا وقال ابو یوسف لایجب الا اذا تیقن الاحتلام شرح امام زیلعی میں ہے او غشی علیہ او کان سکران فوجد علی فخذہ او فراشہ مذیا لم یلزمہ الغسل لانہ یحال بہ علی ھذا السبب الظاھر بخلاف النائم مستخلص الحقائق میں ہے (لا مذی وودی واحتلام بلا بلل) روی الشیخ ابو منصور الماتریدی باسنادہ الی عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم انہ قال اذا رای الرجل بعد ما ینتبہ من نومہ بللا ولم یتذکر احتلاما اغتسل وان رای احتلاما ولم یر بللا لاغسل علیہ وھذا نص فی الباب کذا فی البدائع ثم قولہ بلا بلل مطلقا یتناول المنی والمذی وقال ابو یوسف لاغسل علیہ فی المذی وھذا النص فی المنی اعتبارا بحالۃ الیقظۃ ولھما اطلاق الحدیث ولان المنی قد یرق لمرور الزمان فیصیر فی صورۃ المذی کذا فی البدائع ایضا جواہر الفتاوی کے باب رابع میں کرفتا واسکے امام اجل نجم الدین نسفی کے لیے معقود ہوتا ہے فرمایا استیقظ وتذکر انہ رای فی منامہ مباشرۃ ولم یر بللا علی ثوبہ ولا فرشہ ومکث ساعۃ فخرج مذی لایجب الغسل لظاھر الحدیث من احتلم ولم یر بللا فلا شیئ علیہ ولیس ھذا کما استیقظ ورأی بلۃ یلزمہ الغسل عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالی لانہما یحملان انہ کان منیا فرق بمرور الزمان وھھنا ایقن خروج المذی فوجب الوضوء دون الغسل قال ولا یلزم علی ھذا من احتلم لیلا فاستیقظ ولم یر بللا فتوضأ وصلی الفجر ثم نزل المنی یجب الغسل وجازت صلاۃ الفجر عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالی لانہ انما یجب الغسل بنزول المنی بعد ما استیقظ ولھذا لایعید الفجر بخلاف مسألتنا لانہ زال المذی بعد ما استیقظ وھو یراہ فلم یلزم الغسل لانہ مذی اھ بنوع اختصار فتاوی امام قاضی خان میں ہے انتبہ ورای علی فراشہ او فخذہ المذی یلزمہ الغسل فی قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالی تذکر او لم یتذکر اسی میں ہے فی ص۲ مغمی علیہ افاق فوجد مذیا لاغسل علیہ وکذا السکران ولیس ھذا کالنوم لان ما یراہ النائم سببہ ما یجدہ من اللذۃ والراحۃ التی تہیج منہا الشھوۃ والاغماء والسکر لیسا من اسباب الراحۃ سراجیہ میں ہے اذا استیقظ النائم فوجد علی فراشہ بللا علی صورۃ المذی او المنی علیہ الغسل وان لم یتذکر الاحتلام وجیز امام کردری میں ہے احتلم ولم یر بللا لاغسل علیہ اجماعا ولو منیا او مذیا لزم لان الغالب انہ منی رق لمضی الزمان اسی میں ہے افاق بعد الغشی او السکر ووجد علی فراشہ مذیا لاغسل علیہ بخلاف النائم التجنیس والمزید میں ہے استیقظ فوجد علی فراشہ مذیا کان علیہ الغسل ان تذکر الاحتلام بالاجماع وان لم یتذکر فعند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالی لان النوم مظنۃ الاحتلام یحال علیہ ثم یحتمل انہ منی رق بالھواء او الغذاء فاعتبرناہ منیا احتیاطا اھ منیۃ الفقہ ملتقطا حلیہ میں مصنفے سے ہے ذکر فی الحصر والمختلف والفتاوی الظھیریۃ انہ اذا استیقظ فرای مذیا وقد تذکر الاحتلام او لم یتذکرہ فلا غسل علیہ عند ابی یوسف وقالا علیہ الغسل اسی میں ہے وجوب الغسل

اذا لم یتذکر حلما وتیقن انہ مذی اوشک فی انہ منی او مذی قول ابی حنیفۃ ومحمد خلافا لابی یوسف ادسی میں ہے الملتقط الجم الغفیر انہ اذا استیقظ ووجد منیا یعنی ما صورتہ صورۃ المذی ولم یتذکر الاحتلام یجب علیہ الغسل عند ابی حنیفۃ ومحمد خلافا لابی یوسف خزانۃ امام سمعانی میں بر مز طح لشرح الطحاوی ہے استیقظ فوجد علی فراشہ بللا فان کان مذیا فعند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالی یجب الغسل احتیاطا تذکر الاحتلام اولم یتذکر وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی لاغسل علیہ حتی یتیقن بالاحتلام ارکان بحر العلوم میں ہے من موجبات الغسل وجدان المستیقظ البلل سواء کان منیا او مذیا وسواء تذکر الاحتلام ام لا عند الامام ابی حنیفۃ والامام محمد وقال ابو یوسف لا لان الغسل لایجب بالاحتمال ولہما ما روی الترمذی وابوداود عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہا فذکر الحدیث المذکور ثم قال) المعنی فی وجوب الغسل علی المستیقظ الواجد البلل ان النوم حالۃ غفلۃ وتوجہ الی دفع الفضلات ویکون الذکر صلبا شاھیا للجماع ولذا یکثر فی النوم الاحتلام وخروج المنی بشھوۃ غالبا بخلاف حالۃ الیقظۃ فانہ یندر فیہ خروج المنی بلا تحریک فاذا وجد المستیقظ البلل فالغالب انہ منی دفعہ الطبیعۃ بشھوۃ وان کان البلل رقیقا مثل المذی فالغالب فیہ انہ رق بحرارۃ البدن فاوجب الشارع فی البلل الغسل مطلقا لانہ مظنۃ الخروج بالشھوۃ فافھم کبیری علی المنیہ میں قول مذکور متن کو عند ابی یوسف سے مقید کرکے وعندھما یجب فرمایا پھر محل دلیل میں افادہ کیا قولھما وجوب الغسل اذا تیقن انہ مذی ولم یتذکر الاحتلام لان النوم حال ذھول وغفلۃ شدیدۃ یقع فیہ اشیاء فلا یشعر بھا فیتیقن کون البلل مذیا لایکاد یمکن الا باعتبار صورتہ ورقتہ وتلک الصورۃ کثیرا ما تکون للمنی بسبب بعض الاغذیۃ ونحوھا مما یوجب غلبۃ الرطوبۃ ورقۃ الاخلاط والفضلات وبسبب فصل الحرارۃ والھواء فوجوب الغسل ھو الوجہ سنن دارمی وابوداود وترمذی وابن ماجہ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہے قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن الرجل یجد البلل ولا یتذکر احتلاما قال یغتسل وعن الرجل الذی یری انہ قد احتلم ولا یجد بللا قال لاغسل علیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے استفتا ہوا کہ آدمی تری پائے اور احتلام یاد نہیں فرمایا نہائے عرض کی احتلام یاد ہے اور تری نہ پائی فرمایا اوس پر غسل نہیں مولٰنا علی قاری شرح مشکوۃ میں یجد البلل کے نیچے لکھتے ہیں منیا کان اومذیا لمعات التنقیح میں ہے مذھب ابی حنیفۃ ومحمد انہ اذا رای المستیقظ بللا منیا کان او مذیا وجب الغسل یتذکر الاحتلام اولم یتذکر قال الشمنی قال ابو یوسف لاغسل اذا رای مذیا ولم یتذکر الاحتلام لان خروج المذی یوجب الوضوء لا الغسل ومتمسکھما ھذا الحدیث فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالی لہ فقہ وغیرہ ہر فن میں اختلاف اقوال بکثرت ہوتا ہے مگر اس رنگ کا اختلاف نادر ہے کہ ہر فریق یوں کلام فرماتا ہے گویا مسئلہ میں ایک یہی قول ہے قول دیگر واختلاف باہم کا اشعار تک نہیں کرتا گویا خلاف پر اطلاع ہی نہیں یہانتک کہ جہاں ایک فریق کے

شراح نے اپنے مشروح کا خلاف بھی کیا وہاں بھی ایراد یا اصلاح کا رنگ برتا نہ یہ کہ مسئلہ خلافیہ ہو اور ہمارے نزدیک ارجح یہی ہو
مثلاً عبارت مذکورہ تنویر الابصار میں کہ فریق دوم کے موافق تھی مدقق علائی نے یہ استثناء بڑھایا الا اذا علم انه مذی او شك انه مذی
او ودی او کان ذکرہ منتشرا قبل النوم فلا غسل علیه اتفاقا علامہ طحطاوی نے فرمایا یرد علی المصنف انه فی صورة المذی
مع عدم التذکر لا یلزمه الغسل افادہ الشارح بقوله الا اذا علم علامہ شامی نے فرمایا اعلم ان الشارح قد اصلح عبارة
المصنف فان قوله او مذیا یحتمل انه رای مذیا حقیقة بان علم انه مذی او صورة بان شك انه مذی او ودی او شك
انه مذی او منی فاستثنی ما عدا الاخیر و صار قوله او مذیا مفروضا فیما اذا شك انه مذی او منی فقط فهذه الصورة
یجب فیها الغسل وان لم یتذکر الاحتلام لکن بقیت هذه صادقة بما اذا کان ذکرہ منتشرا قبل النوم او لا مع انه
اذا کان منتشرا لا یجب الغسل فاستثناہ ایضا فصار جملة المستثنیات ثلث صور لا یجب فیها الغسل اتفاقا مع
عدم تذکر الاحتلام الخ اور اسی کے مثل جامع الرموز علامہ قہستانی سے آتا ہے ان شاء اللہ تعالی آور دوم صاحب منیۃ المصلی نے جو
عبارت مذکورہ میں فریق اول کا قول اختیار کیا علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں اوس پر یوں فرمایا المصنف مشی علی قول ابی یوسف ولم
ینبه علیه فیهم انه مجمع علیه او ان الفتوی علی قولهما حالانکہ فریق اول کے طور پر ضرور یہ قول مجمع علیہ ہی تھا یونہیں حلیہ میں
عبارت مذکورہ مصنف سے مبسوط و محیط و مغنی کے نصوص نقل کرکے فرمایا یفید عدم الوجوب بالاجماع فی المذی کما فی الودی
ولیس کذلك بل هو علی الخلاف کما صرح به نفس هذا المصنف فی الکافی و قاضی خان فی فتاویه وغیرهما من المشایخ
اھ بالجملہ یہ خلاف نوادر دہر سے ہے اور راہ تطبیق ہے یا ترجیح اگر ترجیح لیجیے **فاقول** وہ تو بہر دست بوجوہ قول دوم کے لیے حاضر
اولاً اوسی پر متون ہیں ثانیاً اوسی طرف اکثر ہیں وانما العمل بما علیه الاکثر ثالثاً اوسی میں احتیاط بیشتر اور امر عبادات میں احتیاط کا
لحاظ اوفر رابعاً اوسکے اختیار فرمانے والوں کی جلالت شان جنہیں امام اجل فقیہ ابو اللیث سمرقندی صاحب عیون و امام ملک العلماء ابوبکر
مسعود کاشانی و امام اجل نجم الدین عمر نسفی و امام علی بن محمد اسبیجابی ہر دو استاذ امام برہان الدین صاحب ہدایہ و خود امام اجل صاحب
تجنیس و ہدایہ و امام ظہیر الدین محمد بخاری و امام فقیہ النفس قاضیخان و امام محقق علی الاطلاق وغیرہم ائمہ ترجیح و فتوی بکثرت ہیں وہ قول
اول کی طرف زیادہ متاخرین قریب العصر - اور اگر تطبیق کیطرف چلیے تو نظر ظاہر میں وہ توفیق حاضر جسے علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی نے
اختیار کیا اور میں وہ اوسکا پتا اور بعض کتب سے بھی چلتا ہے کہ قول اول میں حقیقت مذی مراد ہے یعنی جب یقین یا غلبہ ظن سے کہ وہ بھی
فقہیات میں مثل یقین ہے معلوم ہو کہ یہ تری حقیقۃً مذی ہی ہے اوسکا منی ہونا محتمل نہیں تو بالاجماع غسل نہ ہوگا اور قول دوم میں صورت مذی
مقصود ہے یعنی صورۃً مذی ہونے کا علم و یقین ہو اور دربارۂ حقیقت تردد کہ شاید منی ہو جو گرمی پاکر اس شکل پر ہوگئی جیسا کہ عبارت خانیہ
ابھی گزری عبارت نقایہ رؤیة المستیقظ المنی او المذی کی جامع الرموز میں یوں تفسیر کی (المنی) ای شیئا تیقن انه منی

لے قال رحمه اللہ ... فلان نعت قول ... لان ... متیقنا ... او مذیا ... او منیا ... اذا علم انه مذی ... یجب الغسل ... علیه خلاف ... النقایة ... واشار القهستانی ... الجواب ... او مذیا ای العوام ای شیئا شك فیه انه منی او مذی فالمراد صورة المذی لا حقیقته ... فیه هذا القدم ... فانهم اجمعوا ... فی الحقیقة ... قال ... بصورته ... اھ منه

(اوالمذی) ای شیئا یشک فیہ انہ منی او مذی تذکر الاحتلام اولا وھذا عند ھما الخ عبارت مذکورہ وقایہ پر ذخیرۃ العقبٰی میں لکھا لایقال قد صرح فی جمیع المعتبرات بانہ لایجب الغسل کالودی فما بال المصنف رحمہ اللہ تعالٰی عد رؤیتہ من الموجبات لانا نقول الذی یحکم علیہ بعدم کونہ موجبا ھوالمذی یقینا والذی عد موجبا ھو ما یکون فی صورتہ مع احتمال کونہ منیا رقیقا کما اشار الیہ الشارح رحمہ اللہ تعالٰی بقولہ اما المذی فلاحتمال کونہ الخ اور تحقیق چاہیے تو حقیقت امر وہ ہے جسکی طرف محقق علی الاطلاق نے اشارہ فرمایا یعنی قول اول ضرور فی نفسہ ایک ٹھیک بات ہے۔ واقعی جب ثابت ہوجائے کہ یہ تری فی الحقیقۃ مذی ہے تو بالضرورۃ منی ہونا محتمل نہ رہیگا اور جب منی کا احتمال تک نہیں تو بالاجماع عدم وجوب غسل میں کوئی شک نہیں مگر مانحن فیہ یعنی سوتے سے اٹھکر تری دیکھنے میں یہ صورت کبھی موجود نہ ہوگی جب مذی دیکھی جائیگی منی ضرور محتمل رہیگی کہ بارہا بدن یا ہوا کی گرمی سے منی رقیق ہوکر شکل مذی ہوجاتی ہے تو بیدار ہوکر دیکھنے والے کو علم مذی ہمیشہ احتمال منی ہے اور شک نہیں کہ مذہب طرفین میں اوسے احتمال منی ہمیشہ موجب غسل ہے اگرچہ احتلام یاد نہ ہو تو اس صورت میں بھی امام اعظم وامام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک وجوب غسل لازم بالجملہ ترجیح لو یا تطبیق چلو۔ بہرحال صحیح وثابت وہی قول دوم ہے وباللہ التوفیق **اقول** وبیان ذٰلک علی ما الھم للعبد الضعیف بحسن التوقیف من المولی اللطیف ان الحکم بشیئ اما ان یحتمل خلافہ احتمالا صحیحا ناشئا عن دلیل غیر ساقط حتی یکون للقلب الیہ رکون اولا الاول ھو الظن باصطلاح الفقہ والثانی العلم ویشمل ما اذا لم یکن ثمہ تصور ما للخلاف اصلا وھو الیقین بالمعنی الاخص او کان تصورہ بمجرد امکانہ فی حد نفسہ من دون ان یکون ھھنا مثار لہ من دلیل ما اصلا وھو الیقین بالمعنی الاعم او کان عن دلیل ساقط مضمحل لایرکن الیہ القلب وھو غالب الظن واکبر الرأی والیقین الفقہی لالتحاقہ فیہ بالیقین وبہ علم ان فی الاحکام الفقھیۃ لاعبرۃ بالاحتمال المضمحل الساقط اصلا کما لاحاجۃ الی الیقین الجازم بشیئ من المعنیین کذٰلک ففی بناء الاحکام اذا اطلقوا الاحتمال فانما یریدون الاحتمال الصحیح وھو الناشئ عن دلیل غیر ساقط واذا اطلقوا العلم فانما یعنون المعنی الاعم الشامل لاکبر الرأی ای ما لایحتمل خلافہ احتمالا صحیحا وبہ علم ان غلبۃ الظن بشیئ واحتمال ضدہ لایمکن اجتماعھما بالمعنی المذکور ثم ان الاشیاء ثلثۃ منی ومذی وودی ونعنی بہ کل ما لیس منیا ولا مذیا فصورۃ رؤیۃ البلل بالنظر الی تعلق العلم او الاحتمال باحد الثلثۃ تتنوع الی سبع صور ثلث للعلم واربع فی الاحتمال وذٰلک ان یتردد المرئی بین منی ومذی او منی وودی او مذی وودی او بین الثلثۃ ومرجع الاربع الی ثنتین احتمال المنی مطلقا وھو فیما عدا الثالث واحتمال المذی خاصۃ ای یحتملہ لا المنی فعادت السبع خمسا وھی مع صورۃ عدم رؤیتہ البلل ست کما فعلنا وضابطھا ان تقول یکون المنی او المذی معلوما او محتملا اولا ولا **اقول** وان اخذت الاحتمال

فائدہ: معانی العلم والظن والاحتمال واصطلاح الفقہ

بحيث يشمل العلم ای تسویغ شیئ سواء ساغ معه ضده فکان احتمالا بالمعنی المعروف اولا فکان علما فحینئذ یسرجع التجنیس تثلیثا بان یقال یحتمل منیا او مذیا اولا اولا فینندرج علم المنی واحتماله مع مذی او ودی او معهما فی الاول وعلم المذی واحتماله مع ودی فی الثانی وعلم الودی هو الثالث ثم[244] ان لکل من الثلثة صورة وحقیقة اقول ومعلوم قطعا ان العلم بحقیقة شیئ ینفی احتمال ضده الکلامی والفقهی الفقهی وکذا احتمالها لا یکون احتماله وان صح احتماله بخلاف العلم بصورته او احتمالها فانه لا ینفی احتمال حقیقة ضده بل ربما یفیده اذا امکن ان تکون تلك الصورة له فحینئذ یجامع العلم الفقهی بل الکلامی بصورة شیئ الاحتمال الکلامی بل الفقهی لحقیقته اذا کان ناشئا عن دلیل غیر مضمحل اذا وعیت هذا فاقول[246] لا مساغ لان تؤخذ الصور ههنا باعتبار تعلق العلم بحقیقتها الثلث من هذا الوجه یجمعها اولها وهو انه یبطل ما اجمعوا علیه من وجوب الغسل بعلم المذی عند تذکر الحلم کیف اذا علم انه مذی حقیقة لم یحتمل کونه منیا اصلا واذا لم یحتمل کونه منیا امتنع ان یوجب غسلا ولو تذکر الف حلم لما علم من الشرع ضرورة ان لا ماء موجبا للماء الا المنی فیکون ایجابه بما علم انه مذی حقیقة تشریعا جدیدا والعیاذ بالله تعالی اما تراهم مفصحین بانا لا نوجب الغسل بالمذی بل قد یرق المنی فیری کالمذی کما تقدم فقد ابانوا ان لیس المراد العلم بحقیقة المذی والا لم تحتمل المنویة لما علمت فان قلت العلم الفقهی بشیئ لا ینفی احتمال ضده بل بحقیقته انما هو الا غلبة ظن فلو قطع الاحتمال لکان قطعا قلت[247] بلی ینفی الفقهی اذ لو نشأ عن دلیل غیر ساقط نفی غلبة الظن بضده والا لم یکن احتمالا یبنی علیه حکم فقهی لان الساقط المضمحل لا عبرة به کما سمعت والا لوجب الغسل فی علم الودی ایضا لا سیما عند تذکر الحلم اذ یحتمل ان یکون فیه قلیل منی رق وامتزج فصار مستهلکا ولیس هذا الاحتمال عن غیر دلیل فکفی بتذکر الاحتلام دلیلا علیه بل النوم نفسه مظنة له علی ما تقدم عن التجنیس والمزید وثانیها[248] انه یرفع الفرق بین التذکر وعدمه علی مذهب الطرفین رضی الله تعالی عنهما لانهما یوجبان الغسل باحتمال المنی قطعا مطلقا وان لم یتذکر ولا یمکن ان یوجبا بما لیس منیا اصلا حتی بالاحتمال وان تذکر لما تلونا علیك انفا فکان علم المذی والتردد بین المذی والودی کلا کمثل العلم بالودی للاشتراك فی عدم احتمال ما هو موجب شرعا فبطل الفرق مع اجماعهم علی اثباته وثالثها[249] یضیع حینئذ لحاظ شیئ من علم المذی واحتماله فی بیان الصور اذ لا اثر له فی الحکم وکان یجب القصر علی ثلث علم المنی واحتماله فیوجب اولا ولا فلا بل اثنین علی الوجه الثانی ای ان احتمل منیا وجب والا لا وهو ایضا خلاف الروایات قاطبة فبان کالشمس ان الصور لم تؤخذ الا باعتبار تعلق العلم بالصورة دون الحقیقة لا جرم ان صرح فی الخلاصة بان مراده ما صورته المذی لا حقیقة المذی اھ وفی الحلیة وجد مذیا ای منی

ما صورته صورة المذی الخ وکذٰلك عبر بالصورة فی البدائع والایضاح والسراجیة وغیرها مما تقدم فالتوفیق الذی سلکه العلامة شرالسبیل الیه وایاك ان تغتر بما یوهمه ظاهر کلام المحقق فی الفتح والسید ط فی حواشی المراقی تبعا للنهر کما ذکره فی حواشی الدر حیث جعلا الیقین مع النوم متعذرا وانما المتعذر به التیقن بالحقیقة دون الصورة کما لا یخفی فلیس ذٰلك لان المراد فی الصور العلم بالحقیقة بل السر فیه ما اقول ان العلم بصورة الشیئ علم بها کما هی بحقیقته اذا لم تکن لغیره کصورة المنی وعلم فقهی بها اذا امکنت لغیره ولم یکن احتماله هنالك ناشئا عن دلیل یرکن الیه ولیس علما بها اصلا اذا نشأ عن دلیل صحیح کصورة المذی عند تذکر الاحتلام فانها لا تختص به بل ربما یکتسیها المنی والاحتلام اقوی دلیل علیه فالعلم بصورة المذی لا یکون فیه علما بحقیقته ولا غالب الظن بل مع احتمال صحیح للمنویة فیجب الغسل بالاجماع اما اذا لم یتذکر فان کان هناك مساغ للمنویة بدلیل اخر فیه مفصل کان علما بصورة المذی مع احتمال المنی والا علما بها مع عدمه فکان علما فقهیا بالمذی فالاول یجب فیه ایجاب الغسل عند الطرفین لکونه فی الاحتمال مثل التذکر وهو مراد الموجبین وقد صرحوا والثانی لا یجب فیه الغسل اجماعا لما علمت ان لا وجوب من دون احتمال المنی وهو مراد النفاة وقد صدقوا فهذا غایة ما یوجه به طریق التطبیق وبالجملة فالکلام انما هو فی علم الصورة غیر ان النفاة جعلوه فی صورة النفی علما بالحقیقة لان صورة الشیئ لا تحمل علی غیره الا بدلیل ولا دلیل فرده المحقق بقیام احتمال المنویة فی صورة مذی یراها المستیقظ مطلقا وظن العلامة ط ان مراده الاحتمال المنافی للیقین فاجاب بان المراد العلم الفقهی ولم یتنبه رحمه الله تعالٰی ان هذا هو الذی ینکره المحقق ویدعی ان علم المتیقظ بصورة المذی لا عراء له عن احتمال صحیح للمنویة فکیف یکون علما فقهیا بحقیقة المذی وانت تعلم ان مناط الامر ههنا انما هو ثبوت هذا المدعی فان تم ضاع الجواب ولم یفد التطبیق ووجب التعویل علی قول الموجبین فالاٰن اٰن ان نستعین بربنا ونسرح عنان النظر فی تحقیق هذا المبحث لکی یتجلی حقیقة الامر **فاقول** وباللّٰه التوفیق یظهر لی ان الحق مع المحقق حیث اطلق وبیانه ان للمذی وان باین للمنی ضدا لکنه یجامعه تحققا فرب مذی معه منی کما ان کل منی معه مذی وغلبة ظن المذیة بعد النوم المانع لاحاطة علم المستیقظ بحقیقة البلة عینا ان کان فانما یکون لاحدی ثلث صورة المذی او وجود اسبابه المفضیة الیه غالبا او رؤیة اثارة المخصوصة به ولا شیئ منها ینفی احتمال المنی اما الاول فظاهر فانه لا ینافی کون المرئی کله منیا فضلا عن نفیه وجود منی هنالك وذٰلك لان الصورة ربما تکون له واما الثانی فلانه انما یقتضی غلبة الظن بان فی المرئی مذیا لا ان لیس فیه منی اصلا کیف والاسباب المفضیة الی الامذاء غالبا اسباب داعیة الی الامناء فتحققها لا ینفی المنویة بل هو من مقدماتها واما الثالث فلانه ان قضی فبان غالب المرئی مذی لا ان لیس فیه مزج منی فان الممزوج یکون فیه لزوجة

حاشیہ صفحہ ۱۴۳
۱ معروضہ ۱۵۲
۲ معروضہ علی العلامۃ ش
۳ معروضہ ۱۵۳ اخری علیہ
۱ معروضہ ۱۵۴ ثالثۃ علیہ
معروضۃ ۱۵۵ علی العلامۃ ط

ف۱ مراولیہا
ف۲ ثانیہا انسان یرید
ف۳ ثالثہا بضیعہ حینئذ

ورقة والقلة ايضا لا تنفى المنى لان الكثرة لا تلزمه الا ترى ان الشرع اوجب الغسل بايلاج الحشفة فقط وان
اخرجها من فوره ولم ير عليها بلة اصلا سوى نداوة من رطوبة الفرج وما هو الا لان الايلاج مظنة خروج المنى
وربما يكون قليلا لا يحس به حتى انه لم ينظر فيه الى ان المنى اذا نزل بشهوة يحس به المتيقظ لانه يدفق ويلذ
ويحرك العضو بل يحس نازلا وانما لم ينظر اليه لان هذه الآثار لكمال الانزال لا للخروج قطرة بشهوة ربما لا يتنبه
لها لشغل البال اذ ذاك بمطلوب خطير فثبت ان شيأ من صورة المذى واسبابه وآثاره لا ينفى احتمال المنوية ثم
ثم النوم من اسباب الاحتلام لانه يوجب الشهوة والانتشار وتوجه الطبع الى دفع الفضلات ووجود بلة لا تنشأ
الا بشهوة اعنى منيا او مذيا مؤذن بحصول قوة فى الانتشار والشهوة الى ان ادت الى اندفاع تلك الفضلات
فانها لا تندفع بكل شهوة وانتشار ما لم يمتد او يشتد فباجتماع هذه الوجوه لا يكون احتمال المنى ضعيفا مضمحلا
بل ناشئا عن دليل لا يطرحه القلب فيعمل به فى الاحتياط فظهر ان علم المستيقظ بصورة المذى لا يكون علما بحقيقته
ولا فقهيا والا علا له عن احتمال صحيح للمنوية فوجب ايجاب الغسل كما فى التذكرة هذا ولنقرر المقام بتوفيق العلام
بحيث يبين العلل لجميع الاحكام فى تلك الصور الست والاقسام **فاقول** [٢٥٢] النوم سبب ضعيف للامناء لعدم
غلبته الافضاء بل غلبة عدم الافضاء بدليل الحديث المذكور وتجربة الدهور فلربما ينام الرجل شهورا لا يحتلم ولكن تلك
يهدم هذا الامر ما مر عن الفتح عن التجنيس انه مظنة الاحتلام ومثله فى الغنية وغيرها فليس [٢٥٣] بمعنى المظنة المصطلح
والا لدار الحكم عليه ووجب الغسل بعلم الودى بل بمجرد النوم كالوضوء لكونه مظنة خروج الريح اما ما مر عن
الاركان الاربعة انه يكثر فى النوم الاحتلام وخروج المنى بشهوة غالبا فمراده [٢٥٤] الكثرة الاضافية بالنظر الى اليقظة
بدليل قوله بخلاف حالة اليقظة فانه يندر فيه خروج المنى بلا تحريك **فان قلت** اليس قال قبله ان النوم
حالة غفلة ويتوجه الى دفع الفضلات ويكون الذكر صلبا شاهيا للجماع ولذا يكثر الخ ومعلوم ان هذا الذى فرع
كثرة الاحتلام عليه فالنوم سبب مفض اليه **قلت** [٢٥٥] نعم هو مفض الى الانتشار بيد ان الانتشار غير مفض
الى الامناء وقد نص فى الحلية انه اذا لم يكن الرجل مذاء فالانتشار لا يكون مظنة تلك البلة اه فاذا لم يفض
الى الامذاء فكيف بالامناء وبالجملة فالمفضى الى السبب البعيد لا يكون مفضيا الى المسبب فما النوم سبب
الامناء الا من وراء وراء وراء فهو سبب بعيد وحصول شهوة توجب انتشارا يمتد او يشتد حتى يوجب نزول
بلة لا تنبعث الا عن شهوة سبب وسيط والاحتلام اعنى اندفاق المنى فى النوم وانفصاله عن مقره بشهوة سبب
قريب وليس شئ من الاسباب مفضيا قطعا لا يمكن التخلف عنه عادة فلربما يرى الانسان حلما ويكون من اضغاث

احتلام لا اثر له فی الخارج فاذا لم یر بللا یحتمل انبعاثه عن شهوة لم یجب الغسل وان تذکر الحلم لعدم الموجب قطعا ولا احتمالا فیشمل ما اذا لم یر بللا اصلا او رأی ودیا ای صورة لا تحتمل منیا ولا مذیا واذا رأی بللا یعلم او یحتمل انبعاثه عن شهوة فان کان علی صورة منی وجب مطلقا للعلم بنزول المنی لان صورته لا تکون لغیره والنوم سبب الشهوة المفضی الیها غالبا فیحال علیه فیجب الغسل وفاقا ولا ینظر الی احتمال انفصاله عندنا او خروجه عند الامام ابی یوسف لا عن شهوة لندرته وقد انعقد سبب الشهوة فلا اغماض عنه وکذا ان کان مرأه مترددا بین منی وودی لانهما احتملا من جهة ما یری وقد ترجح جانب المنی بالنوم الموجب للراحة واللذة وهیجان الحرارة والشهوة والانتشار ورب شیئ یحس ولا یدری اوان لم یحس شیئا فوجب عندهما احتیاطا وان لم یتذکر اما ان تذکر فقد ترجح باقوی مرجح فوجب اجماعا وکذا ان کان علی صورة مترددة بین منی ومذی بالاولی للعلم بان البلة هی التی تنبعث عن شهوة وصورة المذی بنفسها تحتمل المنویة فیکون کونه مذیا بمجرد احتمالا فی احتمال فلا یعتبر ویجب الغسل وان لم یتذکر فان تذکر وافق الثانی ایضا وکان الاجماع وان کان علی صورة مذی فقد علم حصول بلة عن شهوة وعلمت ان صورة المذی لا تنفک عن احتمال المنویة وقد تاید بحصول السبب الوسیط وان لم یتذکر فکان احتمالا صحیحا یوجب الاحتیاط اما اذا تذکر فقد تاید بالسبب الاقوی فوجب اجماعا وان تردد مرأه بین مذی وودی فلم یتحقق حصول تلک البلة التی لا تخرج عادة الا عن شهوة فکان احتمال المنی احتمالا علی احتمال فلم یعتبر اجماعا ما لم یتأکد بالسبب الاقوی بتذکر الاحتلام فعلم ان الماشی علی الجادة قول الموجبین وبالجملة قول النفاة ان علم المذی بحیث لا یحتمل المنی لم یجب الغسل قول صحیح فی نفسه اذ لا غسل الا بالمنی ولا عبرة بمجرد سببیة النوم لما علمت انه سبب ضعیف لا ینهض موجبا لکن الشأن فی تحقق مقدم هذه الشرطیة فی صورة التیقظ من النوم لما حققنا ان علم المذی فیه سواء کان عن صورة او سبب او اثر لا ینفک عن احتمال المنی فقول الموجبین ان علم المذی ای واحتمل المنی وجب الغسل شرطیة قد علم المقدم مما صحة الوقوع فصح نزل التعلیق الی التنجیز وقول النفاة شرطیة لا یصح وقوع مقدمها فلا نزول لجزائها فی شیئ من الصور فلا نفعا والشرط یکون الواقع ابدا نفی الجزاء ای سلب عدم وجوب الغسل فیحصل الوجوب وهو المطلوب هکذا ینبغی التحقیق باذن من بیده وحده التوفیق ولا باس بایراد **تنبیهات** عدیدة نافعة مفیدة **الاول** بما قررنا علم ان من فسر علم المذی بالشک فی المنی والمذی کما فعل القهستانی وغیره ان اراد الشک فی الحقیقة دون الصورة لم یزد ولم یجاوز بل اتی بما هو المراد ومرجع المفاد لکن المدقق العلائی صرح انه اذا علم المذی فلا غسل علیه وزاد

القهستانی ففرع علی تفسیره العلم بالشك انه لو تیقن بالمذی لم یجب تذکر الاحتلام ام لا الخ فعن هذا دخل علیهما الایراد وظهر ان تفسیر العلائی لیس اصلاحا للمتن کما زعم العلامة الشامی بل تحویل له عن الصلاح اما یوسف چلپی فلم ار فی کلامه مثل ما فی کلامهما فاجبت ان لا یعد اسمه فی الفریق الاول **الثانی** بما بینا من ان المعتبر هو الاحتمال لا الاحتمال علی الاحتمال ظهر الجواب عما کان یختلج ببالی وذکرته فیما علقته علی رد المحتار فی تائید الفریق الاول ان لو کان علم المذی مع عدم التذکر موجبا للغسل بناء علی انه لا یعری عن احتمال المنویة لوجب ان یجب ایضا باحتمال المذی اعنی التردد بین المذی والودی فی عدم التذکر لان بالتقریر المذکور کل احتمال مذی احتمال منی واحتمال المنی موجب عندهما مطلقا فیبطل الفرق بین التذکر وعدمه فیجب القول بان احتمال المنی انما یکون باحد شیئین احدهما ان تکون الصورة مترددة بین المنی وغیره سواء تذکر الحلم اولا والاٰخر ان یری ما هو مذی ولو احتمالا ویتذکر الاحتلام فان تذکره اقوی دلیل علی الامناء فلاجله یحمل ما یری مذیا علی انه منی رق اما اذا لم یتذکر ولم تحتمل الصورة المنویة فلم یعدل عن حکم الصورة من دون دلیل داع الیه وتقریر الجواب واضح مما قدمنا **الثالث** قد یر لا ان من فیض فتح القدیر ولله الحمد مع قطع النظر عن التحقیق الذی ظهر نا علیه **اقول** انما علم المنی یتصور مذیا ولیس هذا للودی ولا تترك الصورة لمحض امکان فعلم المذی لا یکون احتمال الودی ولذا لم یفسروه الا بالشك فی المنی والمذی فاستثناء الدرر الشك فی المذی والودی منقطع قطعا **علی** ان جعل العلامة ش مراد المتن مترددا بین ارادة الحقیقة والصورة ثم حصر الاخیر فی الشك عاد نقضا علی المقصود لان الارادتین لا تجتمعان وقد استثنی العلم والشك معا فاحدهما منقطع لا شك والحق ان لا یحمل الشیء منهما فی کلام المصنف **الرابع** کلام الغنیة جنح الی ارادة الحقیقة حیث یقول لنوم حال ذهول وغفلة شدیدة یقع فیه اشیاء فلا یشعر بها فتیقن کون البلل مذیا لا یکاد یمکن الا باعتبار صورته ورقته الخ فلیس ملحظ هذه العبارة ما قررنا ان التیقن انما هو بالصورة مع التردد فی کونه منیا او مذیا بالحقیقة بل جعله واثقا بانه مذی ونبه علی خطأه فی وثوقه فکانه رحمه الله تعالی یقول هذا الذی یزعم انه تیقن بالمذی یقینه مدخول فیه ای ظن ظنه یقینا ولیس به اذ لیس منشأه الا الاعتماد علی ما یری من الصورة والرقة وهو اعتماد من غیر عمدة وقد یشیر الیه کلام الحلیة ایضا فیما اذا تیقن المذی متذکرا حیث قال الظاهر کونه لیس کذلك حقیقة لوجود سبب المنی ظاهرا وهو الاحتلام وکون المنی مما تعرض له الرقة الخ **اقول** ارادة الحقیقة علی هذا الوجه لا باس بها ولا ینافی ما قدمت من التحقیق بیدان فیه اطلاق العلم والیقین علی ظن ظنه الظان بالغلط یقینا فالاحری بنا ان لا نحمل کلام العلماء علی مثل هذا المحمل والوجه الذی اخترته صاف لا کدر فیه ولله الحمد **الخامس** قول الحلیة وجوب الغسل اذا لم یتذکر حلما وتیقن انه مذی او شك فی انه منی

https://www.facebook.com/darahlesunnat

او مذی لم یخالف ظاهره ما حققنا ان العلم بالمذی ههنا مجامع للشك فی المذی والمنی فانه رحمه الله تعالی جعل التیقن مقابلا للشك وجوابه اما بالحمل علی الصورة کما هو مسلکنا فیعود الی انه تیقن بان الصورة صورة مذی او تردد فی الصورة فلا ینافی الشك فی الحقیقة او بالحمل علی زعم التیقن من دون یقین فی الحقیقة کما هو مسلك الغنیة فالمعنی سواء کان متیقنا بزعمه او شاکا **السادس** حصر الغنیة ذرائع علم المذی فی الصورة والرقة وکلام الفقیر انه اما بالصورة او الاسباب او الاثار والکل لا تنفی للمنویة اجمع وانفع ولله الحمد **السابع** عامة المتون والشروح علی تصویر المسألة بالرؤیة مطلقا من دون ذکر المرئی علیه ومنهم من صورها بالرؤیة علی فراشه ومنهم من قال ثوبه ومنهم من زاد او فخذه ومنهم من صور بالوجدان فی احلیله کما تعلم بالرجوع الی ما سردنا من النصوص وهذا الاخیر فی الخانیة والمحیط والذخیرة والمنیة وغیرها بل هو لفظ محرر المذهب محمد رحمه الله تعالی کما فی الهندیة عن المحیط عن ابی علی النسفی عن نوادر هشام عن محمد ولفظ الخانیة وجد علی طرف احلیله بلة الخ ولم ار من رفع لهذا راسا واستطرق به الی خلاف معنوی غیر ان العلامة المدقق الحلبی رحمه الله تعالی قال فی الغنیة بقی شیئ وهو ان المنی اذا خرج عن شهوة سواء کان فی نوم او یقظة فانه لا بد من دفقه وتجاوزه عن راس الذکر ایضا فکون البلل لیس الا فی راس الذکر دلیل ظاهر انه لیس بمنی سیما والنوم محل الانتشار بسبب هضم الغذاء وانبعاث الریح فایجاب الغسل فی الصورة المذکورة مشکل بخلاف وجود البلل علی الفخذ ونحوه لان الغالب انه منی خرج بدفق وان لم یشعر به علی ما قررناه اھ[260] ورأیتنی کتبت علی قوله لا بد من دفقه الخ ما نصه **اقول** سبحن الله کیف یقال لا بد مع اطباقهم ان عند الطرفین رضی الله تعالی عنهما یجب الغسل اذا انفصل المنی عن الصلب بشهوة ثم خرج بعد السکون وکما ذکروا من صورة امساك الذکر کذلك ذکروا اما اذا انزل واغتسل قبل ان یبول ویمشی کثیرا ثم بال فخرج منی یعید الغسل عندهما فهو منی قد زال بدفق وبقی داخل البدن حتی خرج بدفق فان جاز هذا فلم لا یجوز ان یاتی الی الاحلیل ولا یتجاوز وان نوزع[261] فی هذا بان الدفق انما یستلزم خروج بعضه لا کله فمع مطالبة الدلیل علی الفرق ماذا یصنع بفرع فتح القدیر احتلم فی الصلاة فلم ینزل حتی اتمها فانزل لا یعیدها ویغتسل اھ[262] هب ان یوجه هذا بان الحرکة تدریجیة لا بد لها من زمان فلعل صورته ان کان فی القعدة الاخیرة فاحتلم واندفق المنی نازلا من الصلب فالی ان ینزل الی القصبة ویخرج سلم فسلم من النزول فی الصلاة فماذا یجاب عن فرع الهندیة عن الذخیرة احتلم لیلا ثم استیقظ ولم یر بللا فتوضأ وصلی الفجر ثم نزل المنی یجب علیه الغسل اھ اطلق ولم یقید بالانتشار عند الخروج فما کان الغسل الا بانه دفقه فی النوم وبقاء

تطفل علی الغنیۃ
مسئلہ
تطفل جلیل علی الغنیۃ
مسئلہ انزال ہو کر اور نہا لیا اور اسکے بعد پھر منی نکلی دوبارہ نہانا واجب ہوگا اگرچہ اس بار بے شہوت نکلی ہو مگر یہ کہ پیشاب کر کے یا سو لیا یا زیادہ چل لیا اسکے بعد منی بے شہوت نکلی تو غسل کا اعادہ نہیں
مسئلہ نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز ختم کر لی اسکے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز نہ پھیری کہ وقت جنب نہ تھا
مسئلہ سوتے میں احتلام ہوا جاگا تو تری نہ پائی وضو کرکے نماز پڑھی اسکے بعد منی باہر آئی تو غسل واجب ہوا مگر نماز کا اعادہ نہ ہوگا

كله داخل البدن الى ان تيقظ و توضأ وصلى ثم ماذا يصنع بفرعها عنهما استيقظ وهو يتذكر احتلاما ولم ير بللا ومكث
ساعة فخرج منه مذى لا يلزمه الغسل اھ فافاد بمفهومه ان لو خرج منى لزم فان لم يقنع به ففي الغنية نفسها رأى فى
نومه انه يجامع فانتبه ولم ير بللا ثم بعد ساعة خرج منه مذى لا يجب الغسل وان خرج منى وجب اھ فان اعتل
بان النزول بدفق يستلزم الخروج والتجاوز عن الاحليل ولو بعد حين فلا ترد الفروع وههنا اذ لم يتجاوز رأس الذكر
علم انه ليس بمنى قلت[263] كان استناده الى الحركة الدفقية انها تجب التجاوز لان ما يندفق فهو يندفع بقوة
فلا يمنعه الا قهرا وقد ابطلته الفروع وهذا اعتلال بنفس الانفصال انه اذا خلى مقره فلا بد له من الخروج ولو بعد
حين وجوابه[264] ما قدمت ان الكثرة لا تلزم الامناء فقد لا ينزل الا قطرة او قطرتان كما عرف فى مسألة النقاء
الختانين قال فى الهداية فقد يخفى عليه لقلته اھ وفى الفتح خفاء خروجه لقلته وتكسله فى المجرى لضعف الدفق
لعدم بلوغ الشهوة منتهاها كما يجده المجامع فى اثناء الجماع من اللذة بمقاربة المزايلة اھ وزاد فى الحلية لقلته مع
غلبة الحرارة المجففة له اھ **اقول**[265] والامر فى النائم اظهر فقد يتجاوز بعضه الاحليل وينشفه بعض ثيابه ولا يحس
لقلته وبالجملة الاطلاق للمتون والشروح وقد نص محمد فى المبسوط كما قدمنا عن الخانية عن الاصل وتصريحا مثل
الخانية والمحيط والذخيرة وغيرهم وعمدة نص محمد فى النوادر لا يتركان للبحث مجالا والحمد لله سبحنه وتعالى وفوق
كل ذلك اطلاق ما روينا من الحديث فلا اتجاه للبحث رواية ولا دراية والله سبحنه ولى الهداية (فائدة) **اقول**[266]
وظهر لك مما قدمنا ان ذكرهم الامساك فيما لو احتلم او نظر بشهوة فامسك ذكره حتى سكن ثم ارسل فانزل وجب
الغسل عندهما خلافا للثانى غير قيد فان من الناس من يمسك المنى بمجرد التنفس صعداء عدة مرار وقد يبلغ
ضعف الدفق فى بعضهم الى حد انه اذا احس بالانفصال فصرف خاطره عن الالتذاذ وشغل باله بشئ اخر وقعد
ان كان مستلقيا وتصور فى فراشه او رش على صلبه ماء باردا يقف المنى عن الخروج ثم اذا مشى او بال ينزل وهو
فاتر فيجب الغسل فى هذه الصور ايضا عندهما لتحقق المناط وهو خروج منى زال عن مكانه بشهوة فاحفظه فقد
كانت حادثة الفتوى **الثامن** الكتساء المنى صورة المذى لرقة تعرضه احالها فى شرح الوقاية على حرارة البدن
وفى الدرر والذخيرة على الهواء وعبر فى البدائع والخلاصة والبزازية والجواهر بمرور الزمان وهو يشملهما وجمعهما
ابن كمال فى الايضاح واشار الى الاعتراض على صدر الشريعة انه قصر بالاقتصار **اقول**[267] ومثل ذلك لا يعد
اعتراضا فانما يكون المراد افادة تصوير لا الحصر ولئن[268] كان فعلى العلامة المعترض مثله اذ فى الفتح عن التجنيس رق
بالهواء او الغذاء وجمع الكل فى الغنية فقال بسبب بعض الاغذية ونحوها مما يوجب غلبة الرطوبة ورقة الاخلاط

والفضلات وبسبب فعل الحرارة والهواء اھ ومالحسن قول الحلية والمراقی قد یرق لعارض اھ ا **اقول** ولا یھمنا
تتبع عباراتھم ھنا ولا ان عدھم الغذاء قد یوھم جواز ان یخرج المنی متغیرا من الباطن وحینئذ ینشؤ منه
سؤال على مسألة وهو ما اذا استیقظ ذاکر حلم ولم یر بللا ثم خرج مذی فقد قدمنا عن الذخیرة والغنیة والھندیة
وغیرها ان لاغسل ومثله فی الخلاصة وخزانة المفتین والبرجندی والحلیة وفی الغیاثیة عن غریب الروایة وعن
فتاوی الناصری برمز (ن) وفی القنیة عن فتاوی ابی الفضل الکرمانی وفی غیرما کتاب على هذا یجب الایجاب لان
الاحتلام اقوی دلیل على المنویة وصورة المذی لا تنفیها اذ ربما احتمال المنویة وان خرج بمرأه ولم یحل فیه حر
بدن وهواء لاحتمال التغیر فی الباطن بغذاء لکن نص الامام الجلیل مفتی الجن والانس نجم الدین النسفی قدس سره
ان التغیر لا یکون فی الباطن کما قدمنا عن جواهر الفتاوی عن ذلك الامام من التفرقة بین هذا وبین من استیقظ
فوجد بللا حیث یجب الغسل لاحتمال کونه منیا رق بمرور الزمان اما ھھنا فقد عاین خروج المذی فوجب الوضوء
دون الغسل والتفرقة بینه وبین ما اذا امکث فخرج منی ان الغسل انما وجب بالمنی وھھنا زال المذی وھو یراه فلم
یلزم لانه مذی وصریح النص ما نقل عنه الامام الزیلعی فی التبیین حیث ذکر جوابه فی المسألة انه لا یلزمه شیئ
قال فقیل له ذکر فی حیرة الفقهاء فیمن احتلم ولم یر بللا فتوضأ وصلى ثم نزل منی انه یجب علیه الغسل فقال
یجب بالمنی بخلاف المذی اذا راه یخرج لانه مذی ولیس فیه احتمال انه کان منیا فتغیر لان التغیر لا یکون
فی الباطن اھ ومثله فی الحلیة عن مجموع النوازل عن الامام نجم الدین وزاد اما فی الظاهر فقد یکون اھ **اقول**
فعلى هذا یجب ان یراد بکلام التجنیس ومن تبعه ان الغذاء ونحوه یعد للمنی لسرعة التغیر فی الخارج بعمل
حرارة تصله فیه من بدن او هواء وبهذا یخرج جواب عما اوردنا على العلامة ابن کمال من وجود قصور فی کلامه
ایضا لکن وقع فی الخلاصة ما نصه وعلى هذا لو اغتسل قبل ان یبول ثم خرج من ذکره مذی یغتسل ثانیا وعند
ابی یوسف لا یغتسل اھ قال فی الحلیة بعد نقله یرید خرج منه ما هو على صورة المذی کما صرح به هو وغیره وقد
ذکر منه على ذکر اھ **اقول** ای شیئ یفید التأویل بعد ما تظافرت النقول عن اجلة الفحول منهم صاحب الخلاصة نفسه
انه اذا احتلم فاستیقظ فلم یجد شیئا ثم نزل المذی لا یغتسل فان بالاغتسال قبل البول وان لم یعلم انقطاع مادة
المنی الزائل بشهوة لکن لما علمنا خروج المذی والتغیر فی الباطن لا یکون فکیف یجب الغسل بالمذی بل لعل الامر
ھھنا اسهل لانه قد رأى منی مرة واغتسل وبقاء شیئ مما زال فی داخل البدن غیر لازم بل ولا غالب بل الغالب
ان المنی اذا اندفق اندفع بخلاف ما اذا احتلم ولم یخرج شیئ ثم نزل ما یشبه مذیا فان کونه هو الذی زال بالاحتلام

ف: تطفل على الحلية

المرء من كون النازل مرة اخرى بقية المنى الزائل فان قلت الاحتلام قد يكون من اضغاث احلام فان النائم ربما يرى ما لا حقيقة له
قلت نعم لا حقيقة لما رأى من الافعال لكن اثرها على الطبع كمثلها فى الخارج ولذا لا يتخلف الانزال عن الاحتلام الا نادرا
الا ترى ان ائمتنا جميعا اعتبروا الجرم احتمال المذى بدون احتمال منى اصلا موجبا للغسل عند تذكر الحلم فلولا انه من اقوى
الادلة على الامناء لم يعتبروا المنوية الكائنة من جهة المرأى احتمالا على احتمال ومع ذلك تصريحهم جميعا بان لو احتلم فرأى فى اليقظة
زوال مذى لا غسل عليه ملحق بان ما ينزل بمرأى العين لا يكون الا ما يرى وقد وافقهم عليه صاحب الخلاصة قائلا ولو رأى فى منامه مباشرة
امرأته ولم ير بللا على فراشه فمكث ساعة فخرج منه مذى لا يلزمه الغسل اه والعبد الفقير راجع الخانية والبزازية والفتح والبحر وشرح النقاية
للقهستانى والبرجندى والمنية والغنية والهندية وشرح الوقاية والسراج الوهاج والغياثية وتبيين الحقائق ومجمع الانهر وشرح مسكين وابا السعود
ومراقى الفلاح ورد المحتار وغيرها من الاسفار فوجدتهم جميعا انما ذكروا فى المسألة خروج المنى وكذا رأيته منقولا عن الاجناس والمحيط
والذخيرة والمصفى والمجتبى والنهر وغيرها ولم ار احدا ذكر المذى الا ما فى خزانة المفتين فانه ذكر اولا خروج بقية المنى ثم قال ولو اغتسل
قبل ان يبول ثم خرج منه مذى يغتسل ثانيا ثم ذكر مسائل ورمز فى اخرها (طح) اى شرح الطحاوى للامام الاسبيجابى فهذا هو سلف الخلاصة
فى ما علم ثم رأيت فى جواهر الاخلاطى ما نصه بال بعد الجماع فاغتسل ثم على الفتوى ثم خرج بقية المنى لا غسل عليه فى قولهم وان لم يبل قبل الاغتسال
عليه الغسل عندهما وكذا بخروج المذى اه وليس هو فى الاعتماد كمثل ما ابتنى الاسبيجابى والبخارى والسمعانى والحلبى رحمهم الله تعالى
فلا يزيد دون بعقوة وهم ناصون فى مسألة المحتلم الذى عاين خروج المذى بعد الغسل مقالة السائر الكبير او فقد نقل ما قدمنا عن الخلاصة فى الحلية
وخزانة المفتين واقراه ومعلوم قطعا ان لا وجه له الا ان المذى اذا خرج عيانا لا يجعل فضلة الامنى يا كما نص عليه الامام الاجل مفتى الثقلين
والامام ابن ابى المفاخر الكرمانى والامام الفخر الزيلعى وغيرهم رحمهم الله تعالى فقولهم فى الوفاق احب الى من قولهم فى الخلاف وجادة واضحة
سلكوها مع الجميع احق بالقبول مما تفردوا به ولا يعرف له وجه الا القياس على المحتلم يستيقظ فيجد مذيا حيث يجب الغسل عند ائمتنا
قد علم من كلام الامام مفتى الجن والانس انه قياس لا يروج هذا ما ظهر للعبد الضعيف ومع ذلك ان تنزه احد فهو خير له عند
ربه والله تعالى اعلم (فائدة) اقول يتراأى لى ان الحل ما مر عن الحلية عن المصفى عن المختلفات انه اذا تيقن بالاحتلام وتيقن انه مذى
لا يجب الغسل عندهم جميعا على هذه المسألة المتظافرة عليها كلمات العلماء من دون خلاف اعنى المحتلم يستيقظ فيخرج المذى
بمرأى منه والدليل عليه ما قدمنا تحقيقه ان التيقن لا سبيل اليه لمن خرجت البلة وهو نائم انما هو لمن تيقظ فخرجت بمرأى عينه
وحينئذ هى مسألة صحيحة لا غبار عليها ولله الحمد التاسع اجمعوا فى ان لو بال او نام او مشى كثيرا ثم خرج بقية المنى بدون شهوة
لا يجب الغسل تظافرت الكتب على نقل الاجماع فى ذلك كالتبيين والفتح والمصفى والمجتبى والحلية والغنية والخانية والخلاصة والبزازية
وغيرها غير ان منهم من يقتصر على ذكر البول كالخانية ومنهم من يزيد النوم كالمحيط والاسبيجابى والذخيرة والخلاصة والوجيز وخزانة المفتين

المشی ایضا کالتبیین والفتح والمنتقی والظهیریة ثم اطلق المشی کثیر وقیده الزاهدی بالکثیر وهو الاوجه کما ترجاه فی الحلیة وجزم به فی البحر ان الخطوة والخطوتین لا یکون منهما ذلك ونقل ش عن العلامة المقدسی قال فی خاطری انه عین له اربعون خطوة فلینظر اھ اقول[ف۱] هذا ما عین بعضهم فی الاستبراء وقال بعضهم یزید بعد اربعین سنة بکل سنة خطوة وهو کما تری ناش عن منزع حسن لکن المنی اثقل واسرع زوالا ویظهر لی[ف۲] ان یفوض الی رأی المبتلی به کما هو داب امامنا رضی الله تعالی عنه فی امثال المقام ای یعلم من نفسه ان انقطع مادة الزائل بشهوة ولو کان له بقیة لخرج کیف وان الطبائع تختلف وهذا ما صححوه فی الاستبراء کما فی الحلیة وغیرها وقید[ف۳] مسألة الخروج بعد البول فی عامة الکتب بان لا یکون ذکره اذ ذاك منتشرا والا وجب الغسل قال المحقق فی الفتح بعد نقله عن الظهیریة هذا بعد ما عرف من اشتراط وجود الشهوة فی الانزال فیه نظر الخ وکتبت علیه مانصه فان مجرد الانتشار لا یستلزم الشهوة الا تری ان الانتشار ربما یحصل باجتماع البول حتی للطفل وانه یبقی مدة صالحة بعد الانزال مع انتهاء الشهوة اقول والجواب[ف۴] ان المراد هو الشهوة ووقع التعبیر باللازم مسامحة اھ ماکتبت قال المحقق بخلاف ماروی عن محمد فی مستیقظ وجد ماء ولم یتذکر احتلاما ان کان ذکره منتشرا قبل النوم لا یجب والا فیجب لانه یحمل علی انه امنی عن شهوة لکن ذهب عن خاطره اھ اقول لم یصل الی فهمه القاصر ذهنی فان محل الاستشهاد قوله ان کان ذکره منتشرا قبل النوم لا یجب بناء علی ان المذی المرئی بعد التیقظ یحال علیه کما فی الخانیة وعامة الکتب ولفظ الامام قاضی خان لانه اذا کان منتشرا قبل النوم فما وجد من البلة بعد الانتباه یکون من اثارة ذلك الانتشار فلا یلزم الغسل الا ان یکون اکبر رأیه انه منی الخ ومعلوم ان المذی لا یکون من اثار انتشار بغیر شهوة فکما اطلق محمد الانتشار واراد الشهوة وتبعه العامة علی ذلك فکذا فی قولهم هنا وجواب المحقق لایمسه فلیتأمل قال المحقق ومحمل الاول (ای ما عن الظهیریة) انه وجد الشهوة یدل علیه تعلیله فی التجنیس بقوله لان فی الوجه الاول یعنی حالة الانتشار وجد الخروج والانفصال علی وجه الدفق والشهوة اھ وتبعه فی البحر قال الشامی بعد عزوه للبحر عبارة المحیط کما فی الحلیة رجل بال فخرج من ذکره منی ان کان منتشرا فعلیه الغسل لان ذلك دلالة خروجه عن شهوة اھ اقول[ف۶] وایاك ان تتوهم من تعقیبه کلام البحر به انه یرید به الاخذ علی البحر ای والفتح فی اشتراط وجدان الشهوة لان المحیط یعنی الرضوی اذ عنه نقل فی الحلیة جعل نفس الانتشار دلیل الشهوة وفی ذلك لان فیه نظرا ظاهرا لمن احاط بما قدمنا من الکلام وانما لحظ الامام رضی الدین السرخسی فی هذا القول عندی والله تعالی اعلم الایماء الی جواب عن سؤال اختلج ببالی وهو ما اقول ان الجنابة قضاء الشهوة بالانزال کما فی الفتح والحلیة والبحر وشتان ما بینه وبین مجرد مقارنة الشهوة لنزول

ف۱: مسئلہ پیشاب کے بعد مرد پر استبراء واجب ہے یعنی وہ افعال کرنا جس سے اطمینان ہوجائے کہ قطرات ختم ہوگئے

ف۲: مسئلہ

ف۳: مسئلہ

ف۴: تطفل علی الغنیة

ف۵: تطفل آخر علیه

ف۶: تطفل علی العلامتین المقدسی والشامی

منی فان الانزال الذی تقضی به الشھوۃ یعقب الفتور وزوال الشھوۃ والا مالم لان ینفصل منی من مقرہ بدون شھوۃ بعد ما بال ثم ینتعش الرجل قلیلا فینتشر فینزل ھذا المنفصل بلا شھوۃ مع شھوۃ فلا یورث فتورا ولا تکسرا فیکون قد خرج حین الشھوۃ ولم یکن جنابۃ لعدم قضاء الشھوۃ بہ فاومی الی الجواب وتقریرہ علی ما **اقول** انا لا ننکر ان المنی قد ینفصل بدون شھوۃ ولا نقول ان الشھوۃ ھو السبب المتعین لہ لکن المسبب لعدۃ اسباب اذا وجد ووجد معہ سبب لہ فانما یحال علی ھذا الموجود ولا یلتفت الی انہ لعلہ حصل بسبب اٰخر کما قال الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حیوان وجد فی البئر میتا ولا یدری متی وقع یحال موتہ علی الماء ولا یقال لعلہ مات بسبب اٰخر والقی فیہ میتا فاذا نزل عند الشھوۃ کان ذلک دلالۃ تخرجہ عن شھوۃ فاوجب الغسل اما حدیث تعقیب الفتور فانما ذلک فی کمال الانزال الا تری کیف اوجب الشارع الغسل بمجرد ایلاج حشفۃ نظرا الی کونہ مظنۃ الانزال مع انہ لا یعقبہ الفتور بل ربما یزید الانتشار ھکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام واللہ تعالٰی ولی الانعام۔ **العاشر** فی تعریف الجنابۃ قد علمت ما افادہ الفتح وتبعہ الحلبی والبحر **اقول** وظھر لک مما قررنا ان ما یعطیہ ظاھرہ غیر مراد والاولٰی انہا الانزال عن شھوۃ ثم الحق انہ تعریف بالسبب ویستفاد من نہایۃ ابن الاثیر انہا وجوب الغسل بجماع او خروج منی **اقول** والطلق عن قید الشھوۃ بناء علی مذھبہ الشافعی ثم ھذا التعریف بالحکم والحق لھما ما **اقول** انہا وصف حکمی اعتبرہ الشرع قائما بالمکلف مانعا لہ عن تلاوۃ القراٰن اذا خرج منہ ولو حکما منی نزل عنہ بشھوۃ فقولی ولو حکما لادخال ادخال الحشفۃ بشروطہ وقولی نزل عنہ بشھوۃ لاخراج اخراج المرأۃ منی زوجھا من فرجھا فانھا لا تجنب بہ وان اجنبت بالایلاج بل قد یخرج منیہ منھا ولا تجنب اصلا کما اذا اولج نصف حشفۃ فامنی فدخل المنی فرجھا فخرج ولم اقل الی غایۃ استعمال المزیل کما قال الفتح والبحر وغیرھما فی حد الحدث اذ لا حاجۃ الیہ فان زوال المنع بزوال المانع مما لا حاجۃ الی التنبیہ علیہ فضلا عن الاحتیاج الی اخذہ فی الحد فافھم واقتصرت مما یمنع بھا علی التلاوۃ لعدم الحاجۃ الی استیعاب الممنوعات فی التعریف وانما ذلک عند تعریف الاحکام **اقول** والحاجۃ الی ذکرہ اخراج نجاسۃ المنی الحقیقیۃ وحکم البلوغ باول انزال الصبی واٰخرت القراٰن علی قربان الصلاۃ لان المنع منھا لا یختص بالحدث الاکبر ولم اقل قائما بظاھر بدن المکلف کی یعم الحمل علی کلا معنیی الحدث ما یتجزی منہ وھی النجاسۃ الحکمیۃ القائمۃ بسطوح الاعضاء الظاھرۃ وما لا وھو تلبس المکلف بھا کما بینتہ فی الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل ولو قلتہ لاختص بالاول **اقول** وبہ ظھر ان فی حد الحدث المذکور فی الحلیۃ انہ الوصف الحکمی الذی اعتبر الشارع قیامہ بالاعضاء مسببا عن الجنابۃ والحیض والنفاس والبول والغائط وغیرھا من نواقض الوضوء ومنع من قربان الصلاۃ وما فی معناھا معہ حال قیامہ

ف۱: بحث تعریف الجنابۃ

ف۲: تطفل علی الفتح والحلیۃ والبحر

ف۳: تطفل اخر علیھا

ف۴: تطفل علی ابن الاثیر

ف۵: مسئلہ زوج کی منی اگر عورت کی فرج سے نکلے تو اس پر وضو واجب ہوگا اس کے سبب غسل نہ ہوگا

ف۶: تطفل علی الفتح والبحر وغیرھما

بمن قام به الى غاية استعمال ما يعتبر زائلا به ام تسامحا ظاهر فی جعل الحدث مسببا عن الجنابة بل هی نفسها احد الحدثين فان وجه
بان الحدث بمعنى التلبس والمراد بالجنابة تلك النجاسة الحكمية ولا بعد ان يقال ان تلبسه بها مسبب عن وجودها قلت ۲۹۰ يدفعه
قوله رحمه الله تعالى قيامه بالاعضاء فالقائم بها هو النجاسة الحكمية دون تلبس المكلف بها فلا محيد الا ان يرتكب المجاز فی الحدث
فيراد بها المنی النازل عن شهوة ثم اقول ۲۹۱ خلل ف۱ اخر فی مانعيته فان الواو التی فی قوله والحيض والنفاس الجمعی او فيشمل التعريف الوصف الحكمی الذی
يقوم بالاعضاء عند تلوثها بنجاسات الحيض ومابعدها الحقيقية فانها ايضا تمنع من قربان الصلاة الخ وكونها نجاسات حقيقية لاينافی كون الوصف
الذی يحصل للاعضاء بها حكميا كما حققه المحقق حيث اطلق اذ يقول فی الفتح من بحث الماء المستعمل معنى الحقيقية
ليس الا كون النجاسة موصوفا بها جسم محسوس مستقل بنفسه عن المكلف وليس المحقق لنا من معناها سوى انها
اعتبار شرعی منع الشارع من قربان الصلاة والسجود حال قيامها لمن قام به الى غاية استعمال الماء فيه فاذا استعمله قطع ذلك
الاعتبار كل ذلك ابتلاء للطاعة فاما ان هناك وصفا حقيقيا عقليا او محسوسا فلا ومن ادعاه لايقدر فی اثباته على غير
الدعوى فلا يقبل ويدل على انه اعتبار اختلافه باختلاف الشرائع الا ترى ان الخمر محكوم بنجاسته فی شرعنا وبطهارته
فی غيرها فعلم انها ليست سوى اعتبار شرعی الزم معه كذا الى غاية كذا ابتلاء اھ ولا عطر بعد عروس الحادی
عشر عدم وجوب الغسل بمنی خرج بعد البول ونحوه من دون شهوة وقد تعليله فی مصفى الامام النسفی رحمه
الله تعالى بانه مذی وليس بمنی لان البول والنوم والمشی يقطع مادة الشهوة اھ نقله فی البحر واقر اقول ۲۹۲ وفيه
نظر ف۳ ظاهر فان صورة المنی لاتكون قط للمذی و فی قوله رحمه الله تعالى انها تقطع مادة الشهوة تسامح ف۴ ۲۹۳ والظاهر انما تقطع مادة المنی المنفصل من
محله بمعنى ان يكون الخارج بعدها بقية منی كان نزل بشهوة وهذا هو الصحيح فی تعليل المسألة كما افاده فی التبيين وغيره فان ليس خروج كل منی من الجنب بل
نزل عن شهوة وقد انقطعت مادته بها فالخارج لا ان كان منيا قطعا لكن غير نازل عن شهوة فلا يوجب الغسل خلافا للامام الشافعی رضی الله تعالى عنه
فان قلت اليس افاد فی الفتح ان ما نزل عن غير شهوة لايكون منيا قال رحمه الله تعالى كون المنی عن غير شهوة
ممنوع فان عائشة رضی الله تعالى عنها اخذت فی تفسيرها اياه الشهوة قال ابن المنذر حدثنا محمد بن يحيى حدثنا
ابوحنيفة حدثنا عكرمة عن عبد ربه بن موسى عن امه انها سألت عائشة رضی الله تعالى عنها عن المذی فقالت ان
كل فحل يمذی وانه المذی والودی والمنی فاما المذی فالرجل يلاعب امرأته فيظهر على ذكره الشیء فيغسل ذكره وانثييه
ويتوضأ ولا يغتسل واما الودی فانه يكون بعد البول يغسل ذكره وانثييه ويتوضأ ولا يغتسل واما المنی فانه الماء الاعظم
الذی منه الشهوة وفيه الغسل وروى عبد الرزاق فی مصنفه عن قتادة وعكرمة نحوه فلا يتصور منی الا من خروجه
بشهوة والا فيفسد الضابط الذی وضعته لتمييز المياه لتعطی احكامها اھ قلت ۲۹۴ على تسليمه ايضا لا يجعله

ف۱: تطفل ۱۸۱ علی الحلبۃ
ف۲: تطفل ۱۸۲ آخر علیہما
ف۳: تطفل ۱۸۳ علی المصنف والبحر
ف۴: تطفل ۱۸۴ آخر علیہما

من یابل انکان فلخروجه بعد البول ودیا عل[۲۹۵] زمانا والمحقق شئ تفرد به لا اظن احدا سبقه الیه او تبعه علیه وقول التبیین قال صلی الله تعالی علیه وسلم اذا حذفت الماء فاغتسل وان لم تکن حاذفا فلا تغتسل فاعتبر الحذف وهو لا یکون الا بالشهوة اه لیس کمثله لمن تأمل ففی الحذف الدفق ولا یکون الا بشهوة بخلاف نفس خروج المنی کیف وقد نطقت الکتب عن اخرها متونها وشروحها وفتاوٰیها بتقیید المنی الذی یوجب الغسل بکونه ذا شهوة وان هذا القید احترازی وان المنی اذا اخرجه من ضربة او سقطة او حمل ثقیل من دون شهوة لا یوجب الغسل اما احتجاجه بقول ام المؤمنین رضی الله تعالی عنها **فاقول** فیه[۲۹۶] **اولا** ان امثال تلک تعریف المیاه بخواص لها اغلبیة والتعریف بالخاص سائغ شائع لاسیما فی الصدر الاول **وثانیا** ما[۲۹۷] ایراده بالضابط الصدق الکلی من جانب المیاه او الخواص او الجانبین والکل منقوض اما الاول فمع عدم وفائه بالمقصود لان لزوم المنویة للشهوة لا یستلزم لزوم الشهوة للمنویة وانما الکلام فیه لا یصح فی نفسه لان الرجل قد یمنی بالملاعبة فیکون هذا الانزال مذیا ولا یوجب الغسل وقد یمنی بشهوة عقیب البول کما تقدم عن المحقق فیکون هذا الامناء ودیا ولا غسل وکلاهما خلاف الاجماع واما الثانی فلان الانتشار بنظر او فکر من دون ملاعبة ربما یورث الامذاء لاسیما اذا کان الرجل مذاء وهل الیمن الاعزب ابن اذا لامرأة یلاعبها مع انها قالت کل فحل یمذی فاذا لم ینفسد الضابط بالتخلف فی المذی لا ینفسد ایضا فی المنی **وثالثا**[۲۹۸] وهو الطراز المعلم والحل المحکم ان ام المؤمنین رضی الله تعالی عنها لم تقل هو الماء الاعظم الذی من الشهوة لیلزم ان لا یخرج منی الا بشهوة وانما قالت منه الشهوة فانما یلزم ان لزم ان لکل منی دخلا فی ایراث الشهوة وما یورث الشهوة لا یلزم ان لا یخرج الا بها فقد یعتریه عارض یزیله عن مکانه بدون شهوة ولا ان تخلق المنی فی البدن هو الذی یولد الشهوة لتوجه الطبع الی دفع تلک الفضلة فالمنی وان خرج لعارض بغیر شهوة لا یخرج من انه الماء الذی یولد الشهوة ولا یبعد ان یکون لکل جزء منه دخل فیها لان کله فضلة ومن المعلوم انه کلما ازداد المنی تزداد الشهوة فقول ام المؤمنین لا یمس ما اراد المحقق ولکن لا غرو فلکل جواد کبوة ولکل صارم نبوة وابی الله العصمة کلیة الا لکلامه وکلام حضرة النبوة صلوات الله تعالی وسلامه علیه وعلی اٰله وصحبه اولی الفتوة نسال المولی سبحنه وتعالی عافیته وعفوه **الثانی عشر** المرأة کالرجل فی الاحتلام نص علیه محمد کما فی مختصر الامام الحاکم الشهید فان احتلمت ولم تر بللا لا غسل علیها هو المذهب کما فی البحر والدرر وبه یؤخذ قاله شمس الائمة الحلوانی وهو الصحیح قاله فی الخلاصة وعلیه الفتوی قاله فی معراج الدرایة والبحر والمجتبی والحلیة والهندیة وبه افتی الفقیه ابو جعفر واعتمده فقیه النفس فی الخانیة فلا تعویل علی ما روی عن محمد انها یجب علیها الغسل احتیاطا وهذه غیر روایة

الاصول عنه وقال محمد انص فی الاصل ان المراۃ اذا احتلمت لا یجب علیها الغسل حتی تری مثل ما یری الرجل کما فی الحلیۃ
عن الذخیرۃ اقول فقول المنیۃ قال محمد لیس کما ینبغی وحمل الامام برهان الدین فی تجنیسه هذه الروایۃ علی ما اذا وجدت
لذۃ الانزال ثم اختارها معللا بان ماءها لا یکون دافقا کماء الرجل وانما ینزل من صدرها اهـ واعتمده البزازی فی الوجیز
فجزم بالخروج ثم قال وقیل لا یلزمها کالرجل اهـ اقول واغرب فی السراجیۃ فقال علیها الغسل وبه افتی ابوبکر بن الفضل البخاری
وعن محمد انه لا یجب اهـ فجعل الظاهر نادرا والنادر ظاهرا وحکی روایۃ محمد کقول الکل وجعل قول الکل روایۃ عن محمد ثم ان المحقق
ایضا استوجهه فی الفتح والامام الزیلعی فی التبیین ایضا میل الی اختیارها حیث قدمها جازما بها واخر دلیلها وعللها کالتجنیس بقوله
لان ماءها ینزل من صدرها الی رحمها بخلاف الرجل حیث یشترط الظهور الی ظاهر الفرج فی حقه حقیقۃ اهـ فهذا ما وجدت الان فی
تشیید هذه الروایۃ اما التعلیل فاقول حاصله ان منی المرأۃ وان کان له دفق لشهادۃ قوله تعالی ماء دافق یخرج من بین الصلب
والترائب لکن لا کمنی الرجل وذلک لانه ینزل من صلبه الی انثییه الی ذکره وهو طریق ذو عوج فلا ینزل الا بقوۃ شدیدۃ تبقی فی بعض الطریق
بخلاف منیها فانه ینزل من ترائبها الی رحمها وهو طریق مستقیم فکان یکفیه السیلان غیر ان نزوله بحرارۃ فلزمه نوع دفق ولا وجه لانکاره
فانه مشهود معلوم ولکن العجب من المدقق العلائی حیث قال لم یذکر الدفق لیشمل منی المرأۃ لان الدفق فیه غیر ظاهر اما اسناده الیه فی الایۃ فیحتمل
التغلیب فالمستدل بها کالقهستانی تبعا للاخی چلپی غیر مصیب تأمل اهـ اقول النصوص تحمل علی ظواهرها ما لم یصرف عنها دلیل فاحتمال التغلیب
الی اشتراط الدفق فی منیها اذ لا دلیل فلا سبیل الی الاحتمال فلا حظ له فی الاستدلال قال العلامۃ ط الدلیل اذا طرقه الاحتمال سقط به
الاستدلال اهـ اقول الاحتمال اذا لم یکن دلیل علیه لم ینظر الیه وکان المدقق رحمه الله تعالی الی هذا اشار بقوله تأمل وقال العلامۃ ش لعله
یشیر الی امکان الجواب لان کون الدفق منها غیر ظاهر لا یشعر بان فیه دفقا وان لم یکن کالرجل افاده ابن عبد الرزاق اهـ اقول ای ان الدفق
اراده هذا الناظر اولا الاخر بل المستقیم اوله لانه بنی شمول الکلام لمنیها علی ترک ذکر الدفق ولو کان فیه دفق ولو خفیا لشمله
ولو ذکر بل مراده غیر ظاهر ای غیر ثابت ولا معلوم ورجعنا الی تقریر دلیل التجنیس اقول فاذا کان الامر کما وصفنا
لم یجب فی انزالها خروج المنی من الفرج الخارج الی الفخذ او الثوب غالبا کما فی الرجل فعسی ان یخرج من الرحم الداخل
ویبقی فی الفرج الخارج ولضعف الدفق یکون قلیلا ولرقته یختلط برطوبۃ الفرج فلا یحس به فاذا کان الامر علی هذا
الحد من الخفاء اقمنا وجدان اللذۃ الانزال مقام الخروج کما اقام الشرع ایلاج الحشفۃ مقامه لعین ذلک الوجه اعنی
الخفاء کما بینه فی الهدایۃ وغیرها وجها کیف ولیس المراد بقوله صلی الله تعالی علیه وسلم فی حدیث الشیخین عن انس رضی الله
تعالی عنه لما سألته ام سلیم رضی الله تعالی عنها یا رسول الله ان الله لا یستحیی من الحق فهل علی المرأۃ من غسل اذا
احتلمت قال نعم اذا رأت الماء رؤیۃ البصر قطعا فقد تکون عمیاء بل الرؤیۃ العلمیۃ والظن الغالب علم فی الفقه والخروج

ف١: تطفل علی المنیۃ
ف٢: تطفل علی السراجیۃ
ف٣: تطفل علی البدائع
ف٤: معروضۃ علی العلامۃ ط
ف٥: معروضۃ علی العلامۃ ش
ف٦: معروضۃ اخری علیهما
معروضۃ علی العلامتین ش و ابن عبد الرزاق

هو المظنون فی الانزال وقد علم بما قررنا ان عدم الاحساس به بصرا ولا لمسا لاینافی فی المرأة هذا الظن فاذ ادیر الحکم علیه وکان
وجد انها لذة الانزال کرؤیتها ایاہ خارجا فنحن لا نقول ان الغسل یجب علیها وان لم تر ماء وحتی یرد علینا الحدیث
بل نقول اذا وجدت لذة الانزال فقد رأت الماء علی الوجه الذی بینا ولا تحتاج الی ان تحس المنی خارج فرجها
بصرا ولمسا هذا التقریر الذی نیل بفیض الملک الجلیل وهذا معنی ماقاله المحقق فی الفتح والحق ان الاتفاق علی تعلق
وجوب الغسل بوجود المنی فی احتلامها والقائل بوجوبه فی هذه الخلافیة انما یوجبه بناء علی وجودہ وان لم تره یدل علی
ذلک تعلیله فی التجنیس احتلمت ولم یخرج منها الماء ان وجدت شهوة الانزال کان علیها الغسل والالا لان ماءها
لایکون دافقا الی اخر ماقال فهذا التعلیل یفهمک ان المراد بعدم الخروج فی قوله ولم یخرج منها لم تره خرج فعلی هذا
الاوجه وجوب الغسل فی الخلافیة والاحتلام یصدق برؤیتها صورة الجماع فی نومها وهو یصدق بصورتی وجود
لذة الانزال وعدمه فلما اطلقت ام سلیم السؤال عن احتلام المرأة قید صلی الله تعالی علیه وسلم جوابها باحدی
الصورتین فقال اذا رأت الماء ومعلوم ان المراد بالرؤیة العلم مطلقا فانها لو تیقنت الانزال بان استیقظت فی فور
الاحتلام فاحست بیدها البلل ثم نامت فما استیقظت حتی جف فلم تر بعینها شیئا لایسع القول بان لاغسل علیها مع
انه لارؤیة بصر بل رؤیة علم ورأی یستعمل حقیقة فی معنی علم باتفاق اللغة قال (رأیت الله اکبر کل شیئ) اھ وبما قررنا الدلیل
بفیض فتح القدیر عز جلاله ظهر ان الراعین علی کلام المحقق هذا وهم العلماء الجلة تلمیذه المحقق الحلبی فی الحلیة
والمحقق ابرهیم الحلبی فی الغنیة والعلامة السید الشامی فی المنحة اکثرهم لم یمعنوا النظر فی کلامه رحمه الله تعالی
وایاهم ورحمنا بهم اما الشامی فظن ان المحقق یرید بدعوی الاتفاق التوفیق بین الروایتین بان مراد الظاهرة
عدم الوجوب اذا لم یوجد الانزال ومراد النادرة الوجوب اذا وجد ولم تره المرأة بعینها فاخذ علیه بما هو عنه
بریئ اذ یقول یفهم من کلام الفتح ان مراده انهم اتفقوا علی انه اذا وجد المنی فقد وجب الغسل ومحمد قال
بوجوبه بناء علی وجود المنی وان لم تره فلم یخرج علی معنی لم تره خرج لکن لایخفی ان غیر محمد لایقول بعدم الوجوب
والحالة هذه فکیف یجعلون عدم الوجوب ظاهر الروایة اللهم الا ان یکون مراده الاعتراض علیهم فی نقل الخلاف
وانهم لم یفهموا قول محمد وان مراده بعدم الخروج عدم الرؤیة ولایخفی بعد هذا فانهم قیدوا الوجوب عند غیر محمد
بما اذا خرج الی الفرج الخارج فان کان مراده (یعنی محمدا) بعدم الرؤیة البصریة فهو مما لایسع احدا ان یخالف فیه و
ان کان العلمیة فلم یحصل الاتفاق علی تعلق الوجوب بوجود المنی فالظاهر وجود الخلاف وان مافی التجنیس مبنی
علی قول محمد وحینئذ لادلالة له علی ما ادعاه فلیتامل اھ اقول لا هو ینکر الخلاف ولا ان مافی التجنیس مبنی علی

ماروی عن محمد ولاهو یرید بیان الاتفاق ابداء الوفاق وانما الامر انهم ظنوا ان محمدا فی هذه الروایة لایشترط فی احتلامها وجود الماء لقول التجنیس وغیرہ المبنی علی تلك الروایة احتلمت ولم یخرج منها الماء فردوا علیها بقوله صلی الله تعالی علیه وسلم نعم اذا رأت الماء علق ایجاب الغسل علیها برؤیة الماء فکیف یجب ولم یخرج فاشار المحقق الی الجواب عنه بان وجود ان الماء شرط بالاجماع ولا تنکرہ هذه الروایة انما نشأ الخلاف من واد اخر وذلك ان العلم بالشیئ قد یحصل بنفسه وقد یحصل بالعلم بسببه فالروایة الظاهرة شرطت العلم بالوجه الاول وقالت لاغسل علیها ان وجدت لذة الامناء مالم تحس بمنی خرج من فرجها الداخل سواء کان الاحساس بالبصر او باللمس کما هو فی الرجل بالاتفاق وروایة محمد فرقت بینها وبین الرجل بما بینا فاجتزت فیها بالعلم بلذة الانزال وجعلته علما بخروج المنی وان لم تحس منیا خارج فرجها هذا مراد الکلام وای فیه رفع الخلاف او انکار ابتناء کلام التجنیس علی الروایة النادرة ولورایتم قوله فعلی هذا الاوجه وجوب الغسل فی الخلافیة لعلمتم انه یبقی الخلاف ویرید الترجیح لارفع الخلاف وابداء التوفیق ولکن سبحن من لایزل قولکم لایخفی ان غیر محمد لایقول الخ اقول بلی ان غیر محمد بل ومحمد ایضا فی ظاهر الروایة یقول بعدم الوجوب اذا لم یحط علمها بنفس خروج المنی اصالة وفی النادرة یقول بالوجوب اذا علمت وجود المنی علما فقهیا بوجدان لذة الانزال قولکم الا ان یکون مرادہ الاعتراض اقول لم یردہ ولم یرد الخلاف بل اراد الجواب عما اورد علی محمد من مخالفة الحدیث بان الرؤیة فی الحدیث علمیة اجماعا ولایسع احدا ان یخالف فیه وهو اذن یعم العلم الحاصل بسبب العلم بالسبب قولکم وان کان العلمیة الخ اقول نعم هو المراد عند محمد وغیرہ جمیعا انما الخلف فی اشتراط العلم بالشیئ اصالة وعدمه فلاینافی الاتفاق علی تعلق الوجوب بالرؤیة اما الغنیة فقال فیها بعد نقل کلام المحقق هذا لایفید کون الاوجه وجوب الغسل فی المسألة المختلف فیها لحدیث ام سلیم رضی الله تعالی عنها سواء کانت الرؤیة بمعنی البصر او العلم فانها لم ترہ بعینها ولاعلمت خروجه اللهم الا ان ادعی ان المراد برأت رؤیا الحلم ولکن لادلیل له علی ذلك فلا یقبل منه اھ فاصاب فی فهم ان مراد المحقق الترجیح لا التوفیق والعجب ان العلامة ش نقل کلامه برمته بعد ما قدمنا عنه ولم یجز منه التفات الی ما اعطاہ الغنیة من مفاد کلام المحقق اقول وحاشا المحقق ان یرید بالرؤیة رؤیا حلم بل اراد الرؤیة العلمیة کما قد افصح عنه وقولکم لاعلمت مبنی علی حصر العلم بالشیئ فی العلم المتعلق بنفسه اصالة وهو باطل قطعا الا تری ان الشرع اوجب الغسل بغیبة الحشفة واقامها مقام رؤیة المنی مع عدم العلم المتعلق بنفسه قطعا ثم اخذ المحقق الحلبی یوهن کلام التجنیس قائلا لااثر فی نزول مائها من صدرها غیر داخل فی وجوب الغسل فان وجوب الغسل فی الاحتلام متعلق بخروج المنی من الفرج الداخل

ف ١: معروضة اخری علیه ١٩٦

ف ٢: معروضة ثالثة علیه ١٩٧

ف ٣: معروضة رابعة علیه ١٩٨ تطفل علی الغنیة

ف ٤: معروضة خامسة علیه ١٩٩

ف ٥: معروضة سادسة علیه ٢٠٠

كما تعلق فی حق الرجل بمخرجه من راس الذکر الی اخرما اطال **اقول** ف۱ لم یرد التجنیس ان مجرد نزول مائها من صدرها یوجب الغسل بدون خروج وانما اثر النزول من صدرها الی رحمها فی عدم الدفق فی منیها مثل الرجل وعدم الدفق اثر فی ضعف دلالة عدم الاحساس خارج الفرج علی عدم الخروج کما قررناه بما یکفی ویشفی وبه وبالرقة وباشتمال فرجها الخارج علی الرطوبة فارقت الرجل کما تقدم. ثم قال علی ان فی مسألتنا لم یعلم انفصال منیها عن صدرها وانما حصل ذلک فی النوم واکثر ما یری فی النوم لا تحقق له فکیف یجب علیها الغسل اھ ۳۱۴ **اقول** ف۲ قدمنا فی التنبیه الثامن ان تلک الافعال المرئیة حلما وان لم تکن لها حقیقة تؤثر علی الطبع کمثل الواقع منها فی الخارج او ازید وقد جعل فی الغنیة نفس النوم مظنة الاحتلام قال وکم من رؤیا لا یتذکرها الرائی فلا یبعد انه احتلم ونسیه فیجب الغسل اھ ای فیما اذا رأی بللا وتیقن انه مذی ولیس منیا ولم یتذکر الحلم فاذا کان ھذا فی عدم التذکر فکیف وقد تذکرت الاحتلام وتذکرت شیئا اٰخر فوقه وھو وجدان لذة الانزال فلو اھمل ما یری فی النوم لضاع الفرق بالتذکر وعدمه مع اجماع ائمتنا علیه ولبقیة الکلام یظھر مما قدمت ویاتی ثم قال نعم قال بعضھم لو کانت مستلقیة وقت الاحتلام یجب علیها الغسل لاحتمال الخروج ثم العود فیجب الغسل احتیاطا وھو غیر بعید الخ ۳۱۵ **اقول** ف۳ مثل الکلام من شان ھذا المحقق بعید فانه اذ جعل ما یری فی النوم لا حقیقة له وجعلها مع تذکرھا الاحتلام ووجدانها لذة الانزال غیر عالمة بالخروج وصرح انها لم تر ولا علمت وان الحدیث ناطق بتعلیق الغسل علی رؤیتها الماء بصرا وعلما فمع انتفائهما مطلقا کیف یجب علیها الغسل بمجرد کونها علی قفاھا برؤیا حلم لا حقیقة لها وقد قلتم ان لا دلیل علیه فلا یقبل والعود انما یکون بعد الخروج وھھنا نفس الخروج غیر متحقق فما معنی احتمال العود فالحق ان استقرار به ھذا الکلام عود منه الی قبول المرام ثم ان القائل بھذا الشرط اعنی الاستلقاء الامام ابو الفضل مجد الدین فی الاختیار شرح متنه المختار ولفظه کما فی الحلیة للمرأۃ اذا احتلمت ولم تر بللا ان استیقظت وھی علی قفاھا یجب الغسل لاحتمال خروجه ثم عوده لان الظاھر فی الاحتلام الخروج بخلاف الرجل فانه لا یعود لضیق المحل وان استیقظت وھی علی جهة اخری لا یجب اھ ۳۱۶ **اقول** ف۴ فانظر کیف بنی الامر علی ان الظاھر فی الاحتلام الخروج فقد جعله معلوما بحسب الظاھر ولو کان الامر کما قال فی الغنیة ان لم تر ولا علمت لم یکن معنی لایجاب الغسل وافاد ان عدم الوجدان بعد التیقظ لا یعارض ھذا الظن اذا کانت مستلقیة لاحتمال العود ثم ۳۱۷ **اقول** بل ھو بعید **اولا** ف۵ لانه ذھب عنه ان نفس کون منیها غیر بین الدفق رقیقا قابلا للامتزاج برطوبة الفرج الخارج کاف فی دفع ھذہ المعارضة کما بینا بتوفیق اللہ تعالی **وثانیا** ۳۱۸ ف۶ اذا لم ینظر الی ذلک فلقائل ان یقول احتمال العود بعد الخروج احتمال من غیر دلیل فلا یعتبر واستلقاؤھا لیس علة العود ولا ظنا بل انکار فرجها مانع وعدم

ف۱: تطفل آخر علیها
ف۲: تطفل ثالث علیها
ف۳: تطفل رابع علیها
ف۴: تطفل خامس علیها
ف۵: تطفل علی الاختیار شرح المختار
ف۶: تطفل آخر علیه

المانع ليس من الدليل فی شیئ كما تقرر فی الاصول **وثالثا**[۳۱۹] انه هو ضيق المحل[ف۱] انما يتحقق فی الاضطجاع لا لتقاء الاليتين[۱] سكتين
وانسداد المسلك اه الانبطاح فكالاستلقاء فی اتساع المحل فلم خص الحكم بالاستلقاء فان اعتل بانها ان كانت منبطحة
وخرج المنی يسقط علی الفراش فلا يعود **قلت**[۳۲۰] ان اريد الخروج من الفرج الخارج ففی الاستلقاء ايضا اذا خرج منه
نزل الی اليتيها فلا يعود وان اريد الخروج من الفرج الداخل مع البقاء فی الفرج الخارج فالاستلقاء كالانبطاح فی
جواز العود **ورابعا**[۳۲۱] سند كرا نفانی[ف۲] تجويز العود ما لا يبقی للفرج مساغا **وخامسا**[۳۲۲] بل يجوز[ف۳] ان تكون مضطجعة وقد
وضعت بين فخذيها وسادة ضخمة فيبقی الفرج متسعا كالاستلقاء او افرج **وسادسا**[۳۲۳] ان[ف۴] استلقت وقد التفت
الساق بالساق لا يكون للاستلقاء فضل علی الاضطجاع فی باب الاتساع فالقصر عليه منقوض طردا وعكسا وله صور اخری
لا تخفی الا[۳۲۴] ان يقال ذكر الاستلقاء ونبه به علی صور اتساع الفرج فيشمل الانبطاح والاضطجاع المذكور والمراد
بجهة اخری جهة التقاء الشفرين ولو فی الاستلقاء علی الوجه المذبور ثم الصواب[۳۲۵] ما عبر[ف۵] به فی الاختيار من ان تجد نفسها
مستلقية اذا انيقظت ولا حاجة الی ان تعلم استلقاءها حين احتلمت كما وقع فی الغنية ثم اخذ المحقق الحلبی يرد
ما اختار فی الاختيار فقال الا ان ماءها اذا لم ينزل دفقا بل سيلا نا يلزم اما عدم الخروج ان لم يكن الفرج فی صبب
او عدم العود ان كان فی صبب فليتامل اه **اقول**[۳۲۶] كلا اللازمين منتف اما الاول[ف۶] فلما حققنا ان منيها لا يخلو عن
دفق وان لم يكن كدفق الرجل فلا نسلم لزوم عدم الخروج اذا لم يكن الفرج فی صبب الا تری انهن ربما يوطأن بوضع
وسادة تحت اعجازهن فيكون الفرج مرتفعا ومع ذلك يرمين بمائهن بل وبماء الرجل ايضا واما الثانی[۳۲۷] [ف۷] فلان للرحم قوة
جاذبة شديدة الجذب فربما يجوز ان يخرج المنی من الفرج الداخل ويكون فی الفرج الخارج وتهيج جاذبة الرحم
فتجذبه من الفرج الخارج وان كان الفرج فی صبب بل يجوز ان يجوز المنی الفرج الخارج ايضا ثم يعود بجذب الرحم
الا تری الی ما نصوا عليه ان لو جومعت[ف۸] فيما دون الفرج فسبق الماء الی فرجها او جومعت البكر لا غسل عليها لفقد
السبب وهو الانزال او مواراة الحشفة حتی لو حبلت كان عليها الغسل لانها لا تحبل الا اذا انزلت والمسألة
فی الخانية والخلاصة والوجيز والكبری وخزانة المفتين والفتح والبحر والغنية وغيرها فقد جوزوا حتی فی البكر ان يقع الماء خارج فرجها الخارج ثم
يجذب فيدخل فی الرحم قال فی الغنية بعد ذكر هذه المسألة الاخيرة لا شك انه مبنی علی وجوب الغسل عليها بمجرد انفصال منيها
الی رحمها وهو خلاف الاصح الذی هو ظاهر الرواية قال فی التاترخانية فی ظاهر الرواية يشترط الخروج من الفرج
الداخل الی الفرج الخارج وفی النصاب وهو الاصح اه وقد تواردوه عليه العلامة الشامی فی المنحة فقال اقول لا يخفی
ان الحبل يتوقف علی انفصال الماء عن مقره لا علی خروجه فالظاهر ان وجوب الغسل مبنی علی الرواية السابقة

تطفل ثالث علیہ
تطفل رابع علیہ
تطفل خامس علیہ
تطفل سادس علیہ
تطفل سادس علی الغنیۃ
تطفل سابع علیہا
تطفل ثامن علیہا

عن محمد تأمل اذ ثم رأى الحلبي صرح به في الغنية رحمه الله تعالى عليه وقد تبعه ايضا في البحر اذ نقل عنه ما في شرح الصغير ان فيما نظر لان خروج منيها من فرجها الداخل شرط لوجوب الغسل على المفتى به ولم يجد لم نبه بزيادة قوله على المفتى به اشار الى ابتنائه على رواية محمد اقول وهذا ما شبه على بعض الانظار فزعمت ان الرواية النادرة لا تشترط الخروج وقد ازالها المحقق وبيناه بما يكفي ويشفي فلا وجه لهذا الحمل اما ما يذكر عن المنصورية انه اعتبر في منيها الخروج الى فرجها الخارج عند الفقيه ابي جعفر والى فرجها الداخل عند الامامين الحلواني والسرخسي على ما نقل عنهما البرجندي فاقول متوغل في الاغراب مثل ذلك الكتاب الا ترى ان الامام الحلواني هو القائل لتلك الرواية عن محمد لا يؤخذ بهذه الرواية فان النساء يقلن ان مني المرأة يخرج من الداخل كمني الرجل وهو جواب ظاهر الرواية كما في الحلية عن الذخيرة عنه رحمه الله تعالى فكيف ينسب اليه هذا فان قلت فنفخ الحبل ما معناه قلت معناه ظاهر ان شاء الله تعالى فان بالحبل يثبت انزالها والغالب الا انزال الخروج والغالب كالمحقق في الفقه فلا يتأتى فيه نفي التوقف على الخروج بمعنى لولاه لم يكن فان قلت بل الحبل دليل عدم الخروج لا جل الانعقاد الا ترى انهن حين يحبلن يمسكن ماء الرجل فلا يرين منه الا شيئا قليلا قلت الانزال يقتضي الخروج والانعقاد يكون بجزء من الماء لا بكله الا ترى انهن حين يحبلن يرين شيئا من ماء الرجل ايضا ولا يمسكن منه الا جزء قدر الله تعالى ان يتكون منه الزرع بل قد لا يرين به الا حين ينزلن تبعا للمني او بالجملة دلالة الانزال على خروج البعض لا يعارضها دلالة الحبل على امساك البعض هذا ما ظهر لي ثم رأيت العلامة ط رحمه الله تعالى جنح الى بعض ما ذكرته فقال قلت والنظر لا يتم الا اذا كانت البكارة تمنع خروج المني والامر بخلافه اذ الخروج الحيض من ذلك المحل فاذا كان الغالب في تلك الحالة النزول وقد ظهر الحبل وهو اكبر دليل عليه اعتبروه واقاموا اللازم مقام الملزوم ومن تتبع مواقع الفقه لا يستبعد ذلك اه فقد افاد واجاد عليه رحمة الجواد اقول غير ان في قوله خصوصا حزازة ظاهرة لان الكلام هنا في اغلبية الخروج عند الانزال لا اغلبية فيه اصلا وعند الحبل بل المزية لصورة الحبل مت من وجوب الامساك في الحبل للانعقاد ثم المستفاد من كلامه ان مراده اغلبية الانزال في حالة الجماع وعليه يستقيم قوله خصوصا فان دلالة الحبل على الانزال اظهر وازهر ولكن لو كان الاغلب انزالها بالجماع لوجب الحكم عليها بالغسل وان لم يظهر الحبل لان الغالب كالمحقق بل الاغلب في النساء عدم الانزال بكل جماع الا احيانا كما صرح به اهل المعرفة بهذا الشان حتى قالوا انها كلما جومعت انزلت لهلكت سريعا هذا الكلام مع الغنية اما الحلية فنقل فيها كلام المحقق ثم نازعه بقوله يعود جد المني شرعا فيمن احتلمت ثم استيقظت وتذكرت لذة انزال مناما ولم تجد بللا لمسا ولا رؤية ممنوعة لان ما يتذكر وجوده في نفس الامر في النوم انما يكون محقق الوجود شرعا اذا وجد في اليقظة ما يشهد بذلك وليس الشاهد لتحقق وجود المني منها مناما الا علمها بوجوده في الفرج الخارج يقظة بلمس او بصر فاذا فقد فقد ظهر عدم وجوده وان المرئي لها في المنام كان خيالا وهذه الصورة فيما يظهر هي محل الخلاف فظاهر الرواية لا يجب الغسل وعن محمد نعم ولا شك في ضعفها كيف

ف ۳۲۷: تطفل على الغنية والحلية والبحر والمنحة

ف ۳۲۸: تطفل آخر عليهم

ف ۳۲۹: معروضة على العلامة ط

ف ۳۳۰: معروضة اخرى عليه

لا وهی مخالفة لظاهر النص وکذا القیاس الصحیح علی امثال ذلك من البول والحیض ونحوهما فان الشارع لم یعتبر هذه الاشیاء موجودة الا اذا برزت من الفرج الداخل الی الفرج الخارج کذا هذا اھ **اقول** والجواب ما اذناك مرارا ان تذکر الاحتلام دلیل اعتبره الشرع لا سیما مع تذکر لذة الانزال ومن ثم نشأ الفرق بین الاحکام فی التذکر وعدمه فلو لم یکن دلیلا علی نزول المنی کان احتمال المنی احتمالا علی احتمال فی من تذکر ورأی بللا یعلم انه لیس منیا بل لا یعلم ایضا انه بلة ناشئة عن شهوة انما یسوغه لتردده بین مذی وودی ومعلوم ان الاحتمال علی الاحتمال لا یعتبر فکان کمن رأها ولم یتذکر مع اجماعهم علی الفرق بینهما فما هو الا ان التذکر دلیل خروج المنی فترقی به عن الاحتمال علی الاحتمال الی الاحتمال فوجب احتیاطا لان الاحتمال معتبر فی محل الاحتیاط قولکم انما یکون تحقق الوجود شرعا الخ **اقول** ما قام علیه دلیل شرعی فقد تحقق وجوده شرعا ولا یحتاج الی شاهد من لمس او بصر الا تری ان المولج المکسل قام فیه الدلیل الشرعی علی انزاله فاعتبر موجودا شرعا مع عدم شهادة لمس ولا بصر نعم یحتاج الحکم بالدلیل الی عدم المعارض وعدم وجدان الرجل المحتلم معارض لدلالة التذکر بخلاف المرأة کما بینا نعم دلالة الایلاج یقظة اعظم واقوی من دلالة الاحتلام فلم یقم لها هذا المعارض لاحتمالات بعیدة لم تکن تحمل لولا غایة ما فی هذا الدلیل من عظم القوة بخلاف تذکر الحلم قولکم مخالفة لظاهر النص **اقول** لو وجبت من دون دلیل علی الخروج لخالفت واذ قد بنیت الامر علی الدلیل وقد اعترفتم انه لا شك فی الاتفاق علی وجوب الغسل بوجود المنی فی احتلامها وفی ان المراد بالرؤیة العلم بوجوده لا رؤیة البصر ام ففیم الخلاف قولکم والقیاس الصحیح **اقول** ما المناط فی المقیس علیها تعلق العلم بنفسها اصالة ام اعم الثانی حاصل ههنا کما علمت والاول غیر مسلم فی المقیس علیها ففی الاشباه ذکر عن محمد رحمه الله تعالی انه اذا دخل بیت الخلاء وجلس للاستراحة وشك هل خرج منه ام لا کان محدثا وان جلس للوضوء ومعه ماء ثم شك هل توضأ ام لا کان متوضیا عملا بالغالب فیهما اھ وقد جزم بالفرع فی الفتح فقال شك فی الوضوء او الحدث وتیقن سبق احدهما بنی علی السابق الا ان تأید اللاحق فعن محمد علم المتوضیئ دخوله الخلاء للحاجة وشك فی قضائها قبل خروجه علیه الوضوء ثم ذکر مسألة الوضوء ثم قال وهذا یؤید ما ذکرناه من الوجه فی وجوب وضوء المفضاة اھ ای اذا خرج لها ریح لا تعلم هل هی من القبل او الدبر تجعل من الدبر لانه الغالب فیجب علیها الوضوء فی روایة هشام عن محمد وبه اخذ الامام ابو حفص الکبیر ومال المحقق الی ترجیحه بما علمت خلافا لما فی الهدایة وغیرها انها انما یستحب لها الوضوء لعدم التیقن بکونها من الدبر فهذا بول مثلا اعتبر موجودا شرعا مع عدم احاطة العلم به عینا وفی الدر المختار النفاس دم فلو لم تره بان خرج الولد جافا

بلا دم ش) هل تكون نفساء المعتمد نعم اھ وفی المراقی من الوضوء قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ علیھا الغسل احتیاطا لعدم خلوہ عن قلیل دم ظاہرا وصححہ فی الفتاوی وبہ افتی الصدر الشہید رحمہ اللہ تعالی اھ وفی حاشیتھا للعلامۃ ط من النفاس اکثر المشائخ علی قول الامام رضی اللہ تعالی عنہ اھ فھذا فی النفاس ثم اقول[۲۲۲] فی قولہ[ف۱] رحمہ اللہ تعالی مشیرا الی البول والحیض ونحوھما انھا لا تعتبر الا اذا برزت من الفرج الداخل الی الفرج الخارج تسامح ظاہر بالنظر الی البول فانہ لا یخرج من الفرج الداخل بل من ثقبۃ فی الفرج الخارج فوق مدخل الذکر فکان الاولی اسقاط قولہ من الفرج الداخل ثم اورد فی الحلیۃ کلام الاختیار کما قدمنا عنھا قال ویطرقہ ان الاحتیاط العمل باقوی الدلیلین وھو ھنا مفقود اھ اقول[۲۲۳] بل موجود کما علمت قال وکون الظاہر فی الاحتلام الخروج ممنوع بل قد یوجد اھ اقول[ف۲] ان اراد التساوی فغیر صحیح والا لبطل دلالۃ التذکر علی ان ھذا المتردد بین المذی والودی منی وان اراد ان الخروج قد یتخلف فنعم ولا یقدح فی الظھور قال ثم لم یظھر من الشارع اعتبار ھذا الاحتمال بل قید الشارع وجوب الغسل علیھا بعلمھا وجودہ ولم یطلق لھا فی الجواب کما اطلقت (ای ام سلیم رضی اللہ تعالی عنھا) فی السؤال فانعم النظر تجدہ تحقیقا لا غبار علیہ ان شاء اللہ تعالی اھ اقول[۲۲۴] اما الاحتمال الذی ابداہ فی الاختیار وھو العود حین الاستلقاء فقد عرفت الکلام علیہ وان لا حاجۃ الیہ وان العلم بالوجود متحقق احتیاطا کما اسلفنا والحمد للہ فھذا منتھی الکلام فی مسألۃ المرأۃ ولا اقول ان الذی وجھتھا بہ یوجب التعویل علی الروایۃ النادرۃ انما اقول ان الرد علی کلام المحقق غیر یسیر اما التعویل فعلی ما حکم بہ ائمتنا فی ظاہر الروایۃ ونص علی انہ الاصح وانہ الصحیح وبہ یؤخذ وعلیہ الفتوی ائمۃ الدرایۃ فسقط معہ للبحث مجال وانما علینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتونا فی حیاتھم اعاد اللہ علینا من برکاتھم ومع ذلک ان تنزہ احد فھو خیر لہ عند ربہ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم

صورت استثنا پر کلام اسکے بیان کو تین تنبیہیں اور اضافہ کریں

تنبیہ ثالث عشر احتلام یاد نہ ہونیکی حالت میں طرفین رضی اللہ تعالی عنہما کے نزدیک احتمال منی پر وجوب غسل کا حکم ظاہر الروایۃ میں مطلق ہے اور تمام متون اسی پر ہیں مگر نوادر ہشام میں محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالی عنہ سے وہ قید مروی ہوئی کہ اگر سونے سے کچھ پہلے شہوت تھی جاگ کر یہ تری دیکھی جسکے منی یا مذی ہونے میں شک ہے تو غسل واجب ہوگا تبیین الحقائق میں ہے ذکر ھشام فی نوادرہ عن محمد اذا استیقظ فوجد بللا فی احلیلہ ولم یتذکر الحلم فان کان ذکرہ قبل النوم منتشرا فلا غسل علیہ وان کان غیر منتشر فعلیہ الغسل فتح القدیر میں ہے روی عن محمد فی مستیقظ وجد ماء ولم یتذکر احتلاما ان کان ذکرہ منتشرا قبل النوم لا یجب والا یجب اور اوسکی وجہ یہ افادہ فرماتے ہیں کہ شہوت خروج مذی کی باعث ہے تو پیش از خواب قیام شہوت بتائیگا کہ یہ مشکوک تری مذی ہے اور مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا بخلاف اسکے کہ سونے سے پہلے شہوت نہ ہو تو اب سبب مذی بیداری میں

ف۱: تطفل ۲۲۲ خامس علی الحلیۃ
ف۲: تطفل ۲۲۳ سادس علیھا

نہ تھا اور نیند مظنۂ احتلام ہے لہذا اسے منی ٹھہرائیں گے اور رقت وغیرہ سے مذی کا اشتباہ معتبر نہ رکھیں گے کہ منی بھی گرمی پہنچ کر رقیق ہوجاتی ہے غایت فیہ یہ ہے کہ ان کان منتشرا عند النوم فعلیہ الوضوء لاغیر لانہ وجد سبب خروج المذی فیعتقد کونہ منہ ویحال بہ الیہ الا اذا کان اکبر رأیہ انہ منی رق فحینئذ یلزمہ الغسل اھ والحال فی الحلیۃ فی بیانہ بما حاصلہ ان النوم مظنۃ للمنی والانتشار للمذی وقد سبق والسبق سبب الترجیح مع ان الاصل براءۃ الذمۃ وعدم التغیر فی المنی ثم قال ولا یدفعہما عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الرجل یجد البلل ولا یذکر احتلاما قال یغتسل وعن الرجل یری انہ قد احتلم ولم یجد بللا قال لاغسل علیہ فان الظاہر ان المراد بالبلل المذکور المنی بالاجماع علی ان فی سندہ عبد اللہ العمری ضعیف اھ مختصرا **اقول** ف۱ الحدیث قد احتج بہ اصحابنا لامام المذہب ومحررہ فی ایجابہما الغسل بالمذی اذا لم یتذکر حلما کما تقدم وقدمنا عن البدائع انہ نص فی الباب ولا سبیل یحملہ علی المنی وان للامامین اطلاق الحدیث ثم العمری ف۲ انما ضعفہ یحیی القطان من قبل حفظہ وقال النسائی وغیرہ لیس بالقوی **اقول** وبون بین بینہ وبین لیس بقوی وقال ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ قیل لہ کیف حالہ فی نافع قال صالح ثقۃ وقال احمد صالح لاباس بہ وقال ابن عدی فی نفسہ صدوق وقال ایضا لاباس بہ وقال یعقوب بن شیبۃ صدوق ثقۃ فی حدیثہ اضطراب وقال الذہبی صدوق فی حفظہ شیئ وھذا مسلم قد اخرج لہ فی صحیحہ ف۳ وبالجملۃ لیس ممن یسقط حدیثہ ولا عبرۃ بما تعود بہ ابن حبان من عبارۃ واحدۃ یذکرھا فی کل من یرید بل لایبعد حدیثہ عن درجۃ الحسن ان شاء اللہ تعالٰی لاجرم ان سکت ابوداود علیہ اما الجواب عنہ **فاقول** ظاہر ان السؤال عن بلل ینشؤ بسبب النوم ولذا قال ولم یذکر احتلاما ای یجد المسبب ولا یذکر السبب قال یغتسل ثم سئل ویذکر السبب ولا یجد المسبب قال لاغسل علیہ وحینئذ بمعزل عنہ ما نحن فیہ ثم انہ رحمہ اللہ تعالٰی اعترض **اولا** علی عبارۃ المسألۃ حیث ارسل فیہا البلل قال ولا شك ان المنی غیر مراد لاجرم ان ذکر المصنف انہ لو تیقن انہ منی فعلیہ الغسل اھ وقد قدمنا الجواب عنہ ان المراد بلل لایدری امنی ھو ام مذی قال فی الخانیۃ فی تصویر المسألۃ استیقظ فوجد علی طرف احلیلہ بلۃ لایدری انہا منی او مذی الخ ولفظ الغیاثیۃ ذکر ہشام عن محمد فی نوادرہ انہ اذا وجد البلل فی طرف احلیلہ شبیہ للمذی ولم یذکر حلما الخ **اقول** ونص الہندیۃ عن المحیط والحلیۃ عن الذخیرۃ کلیہما عن القاضی الامام ابی علی النسفی عن ہشام عن محمد اذا استیقظ فوجد البلل فی احلیلہ الخ فاذا ف۴ کان ھذا لفظ محمد فلا معنی للاعتراض علیہ وانما کان سبیلہ بیان المراد کما فعل فقیہ النفس وغیرہ من الامجاد ثم اعترض علی ما استشھد بہ من عبارۃ المنیۃ لو تیقن انہ منی بانہ یفید بمفہومہ ان لو لم یتیقن لاغسل فیفید ان لو کان اکبر

ف۱: تطفل ۳۴۰ علی الحلیۃ

ف۲: تضعیف عبد اللہ العمری المکبر

ف۳: تطفل ۳۴۱ اٰخر علیہا

ف۴: تطفل ۳۴۲ ثالث علیہا

رأيه انه منى لا يجب لكنه يجب كما صرح به قاضى خان فى فتاويه اھ اقول[۳۴۷] اكبر الرأى فى الفقهيات ملتحق باليقين بل ربما اطلقوا عليه اليقين هذا واعترض ثانيا على دليل المسألة بما حاصله منع ان الانتشار مظنة الامذاء الا اذا كان الرجل مذاء قال اما اذا لم يكن فينفرد النوم مظنة اھ مختصرا اقول[۳۴۸] ان ارادف۲ المظنة المصطلحة فقد منا ان النوم ايضا ليس مظنة الامناء والمراد السبب مطلقا ولو لا مطلقا وبهذا المعنى لا شك ان الانتشار مظنة الامذاء وان بغيت التحقيق فاقول[۳۴۹] دونك مشرعا اعطيتك من قبل به يظهر تعليل المسألة والجواب عن ايراد الحلية معا فان النوم سبب ضعيف للامناء وانما كان يتقوى باحد شيأين تذكر الاحتلام او ان يحدث بلة لا تنبعث الا عن شهوة وقد انتفيا ههنا اما الحلم فلعدم التذكر واما البلة فلا نعقاد سببها قبل النوم فلم تدل على احداثه انتشارا شديدا بل يورث خروج بلة عن شهوة فلم يبق الا محض النوم وكان سببا ضعيفا فتقاعد ان ينتهض موجبا لحملها مظنتين وترجح الانتشار بالسبق وعند عدمه افراد النوم بالمظنية كله بمعزل عن التحقيق والله سبحنه ولى التوفيق وثالثا تكلم عن قبولها قائلا ان تم تقييد وجوب الغسل بالانتشار لاحدى الاحوال فكذا فى باقيها والا فالكل على الاطلاق اھ اقول[۳۵۰] انف۳ كان هذا الماعن له من الايراد فقد علمت الجواب عنه وان كان لان الروايات الظاهرة والمتون مطلقة فلا غرو فى القول بتقييد ذكر عن احد ائمة المذهب الثلثة رضى الله تعالى عنهم وتلقاه الجلة الفحول بالتسليم والقبول حتى ان المحقق الشرنبلالى ادخله فى متنه نور الايضاح ونعما فعل وقصد المدقق العلائى تكميل متن التنوير بزيادة هذا الاستثناء وجعله الشامى اصلاح المتن اقول[۳۵۱] ومعف۴ ذا فجواب التنوير نير مستنير ان المتون لم توضع الا لنقل ما فى الروايات الظاهرة من المذهب وههنا تم بيان ان لا قصور فى عبارة المتن اصلا ولا حاجة لها الى شئ من الاستثناء ات الثلثة هذا وقد قال الامام شمس الائمة الحلوانى ان هذه المسألة يكثر وقوعها والناس عنها غافلون فيجب ان تحفظ كما فى المحيط والخانية والمنية والغياثية والهندية وغيرها وهكذا اوصى بحفظها فى الذخيرة كما نقل عنها فى الحلية وقد قال فى الغنية فى مسألة عفو بول انتضح كرؤس الابر اذ قيدته روايةف۵ مذكورة فى الحلية وغيرها عن النهاية عن المحبوبى عن البقالى عن المعلى عن ابى يوسف بان يكون بحيث لا يرى اثره فان كان يرى فلا بد من غسله مانصه التقييد بعدم ادراك الطرف ذكره المعلى فى النوادر عن ابى يوسف واذا صرحف۶ بعض الائمة بقيد لم يرد عن غيره منهم تصريح بخلافه يجب ان يعتبر الخ وبالجملة لا وجه للعدول مع اتفاق الفحول على تلقيه بالقبول تنبيه

سابع عشر اقول[۳۵۲] جسطرحف۷ یہ استثناء احتلام یاد ہونے کی کسی صورت سے متعلق نہ یا د نہ ہونے کی حالت میں صورت سوم یعنی علم منی سے اوسے تعلق نہ شکل ششم یعنی علم عدم منی میں اوسکی کچھ حاجت کہ اس صورت میں خود ہی غسل کی ضرورت نہیں تو مین

ف۱: تطفل رابع علیها
ف۲: تطفل خامس علیها
ف۳: تطفل سادس علیها
ف۴: تطفل سابع علیها
ف۵: فائدہ

شکل چہارم کی صورت احتمال منی وودی سے بھی اوسے کچھ علاقہ نہیں کہ نیند سے پہلے شہوت وانتشار تو دلیل مذی ہوتے جب معلوم ہو کہ یہ تری مذی نہیں تو اوس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہوا اور بوجہ احتمال منی مطلقاً غسل واجب ہا ولقد احسن العلامۃ ط اذ قال یجب الغسل عندھما لا عند ابی یوسف فیما اذا شک انہ منی او مذی ولم یکن ذکرہ منتشرا او منی او ودی ولم یتذکر الاحتلام فیھما اھ ففصل ھذہ عن الثنیا وخصہ بالاولی اما ما فی البحر من بیانہ اولا صورتی الخلاف بین الثانی والطرفین مطلقا ثم قولہ بعد ذکر صورۃ الثنیا ھذہ تقیید للخلاف المتقدم بین ابی یوسف وصاحبیہ بما اذا لم یکن ذکرہ منتشرا اھ فرأیتنی کتبت علی ھامشہ ف۱ اقول ای الصورۃ الواحدۃ من صورتی الخلاف وھی ما اذا شک فی المنی والمذی اما اذا شک فی المنی والودی فلا دخل فیہ للانتشار قبل النوم اھ فاعرف ولا تزل اب رہی شکل چہارم کی وہ صورت جس میں منی ومذی مشکوک ہو اور شکل پنجم جس میں مذی کا علم ہو عامہ کتب میں اوسے صورت اولی یعنی حالت شک سے متعلق فرمایا ہے کما مر عن الخانیۃ وغیرھا ف۲ اقول مگر اوس سے متعلق کرنا ہی صورت ثانیہ یعنی علم مذی سے بدرجہ اولی تعلق بتاتا ہے کہ احتلام یاد نہ ہونے کی حالت میں جبکہ سوتے وقت شہوت ہونے سے صرف احتمال مذی پر مذی ٹھہرایا اور احتمال منی کا لحاظ نہ فرمایا تو جہاں مذی کا علم ہے بروجہ اولی مذی ہی قرار پائیگی اور غسل واجب نہ ہوگا کتب میں حالت اولی کے ساتھ اوسکی تخصیص فریق اول کے طور پر تو ظاہر کہ اونکے نزدیک علم مذی کی صورت میں خود ہی غسل نہ تھا کسی استثنا کی کیا حاجت اور فریق دوم نے صورت خفا پر تنصیص فرمائی کہ بحال احتمال منی بھی صرف احتمال مذی سے مذی ٹھہرنا معلوم ہو جائے دوسری صورت کا حکم اوس سے خود روشن ہو جائیگا لاجرم حلیہ میں فرمایا یکون الغسل اذا وجد البلۃ التی ھی مذی بطریق الشک او فی غالب الرأی او الیقین بشرط کونہ غیر ذاکر للاحتلام ولا منتشر الذکر قبیل النوم اھ تنبیہ خامس عشر عامہ کتب مثل فتاوی امام قاضی خان وذخیرہ ومحیط برہانی وتبیین الحقائق وفتح القدیر وجوہرہ نیرہ وخزانۃ المفتین ومجتبی وغیاثیہ وبحر الرائق وجامع الرموز وشرح نقایہ برجندی وعلمگیریہ ورحمانیہ ونور الایضاح ومراقی الفلاح وغیرہا میں یہ استثنا یونہیں مذکور ہے مگر منیہ میں اس استثنا میں ایک استثنا بتایا اور اوسے محیط وذخیرہ اور درمختار ومجمع الانہر میں جواہر کی طرف نسبت فرمایا وہ یہ کہ اس استثنا کا حکم صرف اوس صورت سے خاص ہے کہ آدمی کھڑا یا بیٹھا سویا ہو اور اگر لیٹ کر سویا تو مطلقاً صورت مذکورہ میں غسل واجب ہوگا اگرچہ سونے سے پہلے ذکر قائم اور شہوت حاصل ہو منیہ میں ہے ھذا اذا نام قائما او قاعدا اما اذا نام مضطجعا او تیقن انہ منی فعلیہ الغسل وھذا مذکور فی المحیط والذخیرۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی ھذہ مسألۃ یکثر وقوعھا والناس عنھا غافلون اھ وتبعہ مسکین فی شرح الکنز فعزاہ لھما مگر اولا ف۱ اسکا پتا نہ ذخیرہ میں ہے نہ محیط میں اسے امام صاحب منیہ رحمہ اللہ تعالی کو یہ اشتباہ کیونکر ہوا قال الشامی ذکر فی الحلیۃ انہ راجع الذخیرۃ والمحیط البرہانی فلم یر تقیید عدم الغسل بما اذا نام قائما او قاعدا اھ اقول ف۲ رحم اللہ السید متی راجع العلامۃ الحلبی المحیط البرہانی وھو

ف۱: تطفل ۳۴۳ علی الغنیۃ وشرح الکنز لمسکین۔

ف۲: معروضۃ ۳۴۴ علی العلامۃ الشامی۔

قد صرح فی عدۃ مواضع من الحلیۃ انه لم یقف علیه وھکذا صرح ھھنا ایضا حیث یقول اسلفت فی شرح خطبۃ الکتاب ان الظاھر ان مراد المصنف بالمحیط المحیط لصاحب الذخیرۃ وانی لم اقف علیه نفسه وراجعت محیط الامام رضی الدین السرخسی فلم ار لھذہ المسألۃ فیه ذکرا اما الذخیرۃ فراجعتھا فرایته اشار الیھا بما لفظه قال القاضی الامام ابو علی النسفی ذکر ھشام فی نوادرہ عن محمد اذا استیقظ فوجد البلل فی احلیله ولم یتذکر حلما ان کان قبل النوم منتشرا لاغسل علیه وان کان قبل النوم ساکنا کان علیه الغسل قال و ینبغی ان یحفظ ھذا فان البلوی کثیر فیھا والناس عنھا غافلون انتھی اھ نعم لیس ھو فی المحیط البرھانی ایضا فقد نقل عنه فی الھندیۃ بعین لفظ الذخیرۃ غیر انه زاد بعد قوله لاغسل علیه الا ان تیقن انه منی وقال قال شمس الائمۃ الحلوانی ھذہ المسألۃ یکثر وقوعھا والناس عنھا غافلون فیجب ان تحفظ اھ وھکذا نقل عن المحیط فی شرح النقایۃ للبرجندی والرحمانیۃ الا انھا ترکا ذکر الامام ابی علی النسفی والبرجندی قول شمس الائمۃ ایضا ومعلوم ان المحیط اذا اطلق فی المتداولات کان المراد ھو المحیط البرھانی کما یعرفه من له عنایۃ بخدمۃ الفقه الحنفی وقال الامام ابن امیر الحاج فی الحلیۃ المحیط البرھانی ھو المراد من الاطلاق لغیر واحد کصاحب الخلاصۃ والنھایۃ لا محیط الامام رضی الدین السرخسی اھ ثم الھندیۃ قد افصحت بمرادھا فانھا اذا اثرت عن البرھانی اطلقت واذا نقلت عن المحیط الرضوی قالت کذا فی محیط السرخسی **ثانیا اقول** بلکہ محیط میں ہے تو اسکا رد اوسمیں صریح تصریح ہے کہ کھڑے بیٹھے چلتے لیٹے ہر طرح سونے کا تری دیکھنے میں ایک ہی حکم ہے ففی الھندیۃ اذا نام الرجل قاعدا او قائما او ماشیا ثم استیقظ ووجد بللا فھذا وما لو نام مضطجعا سواء کذا فی المحیط اھ **ثالثا اقول** منتہائے مسئلہ امام محمد ہیں رضی اللہ تعالی عنہ اُنکے لفظ کریم ذخیرہ و محیط و تبیین و فتح القدیر وغیرہا سے سُن چکے اونمیں اس نئے استثنا کا کہیں نشان نہیں **رابعا اقول** سونے کی طبعی وعادی وضع وہی لیٹ کر سونا ہے اور کھڑے بیٹھے چلتے سونا اتفاقی تو اگر لیٹ کر سونے میں بحال شہوت سابقہ علم یا احتمال مذی سے غسل نہ آتا اور دیگر اوضاع پر آتا اور علما مطلق بیان فرماتے کہ سونے سے پہلے شہوت ہونے میں غسل نہیں تو بعید نہ تھا کہ نادر صورتوں کا لحاظ نہ فرمایا کہ خود لیٹ کر سونا ہی کہ اصل وضع خواب و معروف و معتاد و متبادر الی الفہم ہے اس حکم سے مستثنے ہو پھر ائمہ کرام اور خود محرر مذہب رحمہم اللہ تعالی اوسکا استثنا چھوڑ جائیں یہ کس درجہ بعید و دور از کار ہے **خامسا اقول** امام شمس الائمہ حلوانی کا ارشاد کہ کتب کثیرہ اور خود منیہ میں اس تازہ استثنا کے ساتھ مذکور کہ یہ مسئلہ بکثرت واقع ہوتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں تو اسکا حفظ کر رکھنا واجب ہے صاف بتا رہا ہے کہ اسکا تعلق صرف اوس صورت خواب سے ہرگز نہیں جو نادر الوقوع ہے سادسا اس تفرقہ پر کوئی دلیل بھی نہیں لما ما ابدیناہ فی الغنیۃ اذ قال عدم الغسل فیما اذا کان منتشرا انما ھو اذا نام قائما او قاعدا لعدم الاستغراق

فائدہ: المحیط اذا اطلق فی الکتب المتداولۃ فالمراد به المحیط البرھانی لا محیط السرخسی الرضوی

فـــ۱: فائدہ

فـــ۲: تطفل ۲۳۴ علی الحلیۃ

ثانیا: سوا ہو یا اوٹھا بیٹھا یا چلتا

فـــ۳: تطفل ۲۳۵ علی الحلیۃ و مسکین

فـــ۴: مسئلہ: سونا جاگ کر تری دیکھنے کے مسائل میں برابر ہے

ثالث علیھما و علی الدرر و مجمع الانھر

فـــ۵: تطفل ۲۳۶ رابع علیھم

فـــ۶: تطفل ۲۳۷ خامس علیھم

في النوم عادة فلم يعارض سببية الانتشار سبب آخر فحصل على انه هو السبب وانما يتسبب عنه المذي لا المني والاضطجاع سبب الاسترخاء ولا استغراق في النوم الذي هو سبب الاحتلام فعارض الانتشار في السببية فحكم بسببيته للاحتلام وان البلل مني رعي احتياطا اھ وتبعه السيدان ط وش ف۱ **اقول** لا متمسك والتحقيق فان النوم كيفما كان ليس سببا قويا للاحتلام كما بيناه وانما ينتهض موجبا اذا اعتضد بسبب وسيط او قريب والاضطجاع لا يصلح لانعقاد سبب للمذي قبل النوم بل لو كان خروجه ما هيأه هو الخروج لتمام الاسترخاء فلم يثبت ان النوم احدث تلك البلة التي لا تنبعث الا عن شهوة فلم يبق الا مجرد المنام وهو ولو مضطجعا ليس سببا قويا للاحتلام هذا على طريقتنا واما على طريقة الحلية فلان الانتشار قد استولى على المسبب بالسبق فلا وجه لقطع النسبة عنه الا بتذكر حلم او علم مني ولم يعهد الشرع ههنا فارقا بين نوم ونوم حتى يسقط الترجيح بالسبق لبعض الاوضاع دون بعض لاجرم امام محقق ابن امير الحاج نے حلیہ میں اس تفرقہ سے صاف انکار فرمایا حیث قال التفرقة غير ظاهر الوجه فلا جرم ان قال في الخانية اذا نام الرجل قائما او قاعدا او ماشيا فوجد مذيا كان عليه الغسل في قول ابي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى بمنزلة ما لو نام مضطجعا اھ فاطلق في الكل فان تم تقييد وجوب الغسل بالانتشار لاحدى الاحوال المذكورة فكذا في باقيها والا فالكل على الاطلاق اذ لا يظهر بينها في ذلك افتراق اھ ورجح العلامتان ط وش ف۲ اثر انكار الحلية هذا في حواشي المراقي والدر واقراه **اقول** غير ان في نقل ط وقع ههنا اخلال يوهم من لم يطالع الحلية انه كما انكر التفرقة انكر نفس الثنيا وحكم بوجوب الغسل على الاطلاق حيث قال تحت قول الشرنبلالي اذ لم يكن ذكره منتشرا قبل النوم ما نصه لم يفصل بين النوم مضطجعا وغيره كغيره وقال ابن امير حاج التفرقة غير ظاهرة الوجه فالكل على الاطلاق اذ لا يظهر بينها افتراق اھ فان المراد بالكل اوضاع النوم المذكورة وبالاطلاق في كلام الحلية وجوب الغسل سواء كان منتشرا قبله اولا وهو لم يجزم بهذا الاطلاق بل بناه على ان لا يتم تقييد المسألة بما مر والا فالكل على التقييد كما لا وما قدمه من الايراد لم يجزم به ايضا انما قال لو قال قائل كذا لاحتاج الى الجواب اھ فليتنبه لذلك وبالله التوفيق ثم ان المحقق الحلبي في الغنية بعد ذكر مسألة الثنيا قال وهي تؤيد قولهما في وجوب الغسل اذا تيقن انه مذي ولم يتذكر الاحتلام اھ ف۳ **اقول** انما هي عن محمد وانما تبتني على قولهما فكيف يؤيد الشيئ بنفسه هذا

واذ قد خرجت العجالة في صورة رسالة فلنسمها **الاحكام والعلل في اشكال الاحتلام والبلل** حامدين لله على ما علم ومصلين على هذا الحبيب الاكرم صلى الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه وبارك وسلم

والله سبحانه وتعالى اعلم

ف۱: تطفل ۳۶۶ على الغنية وط وش

ف۲: معروضة ۲۶۷ على العلامتين ط وش

ف۳: تطفل ۳۶۸ على الغنية